ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

بیادگار: شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رح
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۱۵ رمضان المبارک ۱۳۸۸ھ
۶ دسمبر ۱۹۶۸ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ◎ لاہور

ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ غَيْرَ أَنَّهُ لَا يُنْقَصُ مِنْ أَجْرِ الصَّائِمِ شَيْءٌ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ ۔

حضرت زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے، جو شخص روزہ دار کو افطار کرائے اس کو روزہ دار کے برابر ثواب ملے گا، مگر روزہ دار کے ثواب میں سے کچھ کمی نہ کی جائے گی، امام ترمذی نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَعَنْ أُمِّ عُمَارَةَ الْأَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا فَقَدَّمَتْ إِلَيْهِ طَعَامًا فَقَالَ: "كُلِي" فَقَالَتْ إِنِّي صَائِمَةٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ الصَّائِمَ تُصَلِّي عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ إِذَا أُكِلَ عِنْدَهُ حَتَّى يَفْرُغُوا" وَرُبَّمَا قَالَ "حَتَّى يَشْبَعُوا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ ۔

حضرت ام عمارۃ الانصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ایک دن) ان کے پاس تشریف لائے۔ تو انہوں نے آپ کے سامنے کھانا پیش کیا۔ حضور نے ان سے فرمایا کہ تم بھی کھاؤ۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں تو آج روزہ سے ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ دار کے سامنے جب دوسرے لوگ کھانے بیٹھتے ہیں تو فرشتے اس پر رحمت نازل کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ کھانے سے فارغ ہو جائے اور بسا اوقات فرمایا حتیٰ کہ وہ پیٹ بھر کے کھانا نہ کھالیں۔ ترمذی نے اس حدیث کو ذکر کیا اور کہا حدیث حسن ہے۔

وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ إِلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَجَاءَ بِخُبْزٍ وَزَيْتٍ فَأَكَلَ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُونَ وَأَكَلَ طَعَامَكُمُ الْأَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ ۔

حضرت انس رضی اللہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعد بن عبادہ کے پاس تشریف لائے، چنانچہ حضرت سعد بن عبادہؓ آپ کے لئے، روٹی اور زیتون لے کر آئے، پھر آپ نے تناول فرمایا۔ اور اس کے بعد ارشاد فرمایا، کہ تمہارے پاس روزہ داروں نے افطار کیا اور متقیوں نے تمہارا کھانا کھایا اور ملائکہ نے تمہارے لئے استغفار فرمایا (ابوداؤد نے اسناد صحیح کے ساتھ اس حدیث کو ذکر کیا ہے)۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے اخیر عشرہ میں اعتکاف کیا کرتے تھے (اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے)۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللهُ تَعَالَى ثُمَّ اعْتَكَفَ أَزْوَاجُهُ مِنْ بَعْدِهِ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے اخیر عشرہ میں برابر اعتکاف کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دی اور آپ کے بعد آپکی ازواج مطہرات نے اعتکاف کیا (بخاری ومسلم)۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِذَا نَسِيَ أَحَدُكُمْ فَأَكَلَ أَوْ شَرِبَ فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللهُ وَسَقَاهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص بھول کر کھا پی لے، تو اس کو چاہیئے کہ اپنے روزے کو پورا کرے اس لئے کہ اللہ تعالےٰ نے اسے کھلایا پلایا ہے۔ (مسلم وبخاری)۔

وَعَنْ لَقِيطِ بْنِ صَبِرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَخْبِرْنِي عَنِ الْوُضُوءِ؟ قَالَ: "أَسْبِغِ الْوُضُوءَ وَخَلِّلْ بَيْنَ الْأَصَابِعِ، وَبَالِغْ فِي الْاِسْتِنْشَاقِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَائِمًا" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ ۔

حضرت لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو وضو کے بارے میں بتلائیے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ وضو کو کامل طریقہ سے کرو اور انگلیوں کے درمیان خلال کرو اور ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرو۔ مگر یہ کہ تم روزہ دار ہو کہ پھر اتنا مبالغہ نہ چاہیئے (ابوداؤد، ترمذی) ترمذی نے کہا حدیث حسن صحیح ہے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُدْرِكُهُ الْفَجْرُ وَهُوَ جُنُبٌ مِنْ أَهْلِهِ ثُمَّ يَغْتَسِلُ وَيَصُومُ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بسا اوقات صبح اس حالت میں ہو جاتی تھی کہ آپ اپنے اہل کی وجہ سے جنابت سے ہوتے پھر غسل کرتے اور حسب سابق روزہ رکھتے (بخاری ومسلم)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ایڈیٹر
مناظر حسین نظرؔ
ٹیلیفون
۶۷۵۴۵

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۴ | ۱۵ ر رمضان المبارک ۱۳۸۸ھ مطابق ۶ ر دسمبر ۱۹۶۸ء | شمارہ ۳۱

اسلامی نظامِ حیات ہی ملک کی بقاء کا ضامن ہو سکتا ہے

قائدِ جمعیۃ علماءِ اسلام حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہٗ نے اپنے ایک اخباری بیان میں جو نوائے وقت لاہور مورخہ یکم دسمبر ۱۹۶۸ء میں صفحہ ۲ پر چھپا ہے فرمایا ہے کہ "ملک کی مختلف سیاسی پارٹیوں کی طرف سے جمعیۃ علماء اسلام کو شرکت و شمولیت کی دعوت دی جا رہی ہے۔ چنانچہ ہمارا تعاون ہر اُس پارٹی سے ہو سکتا ہے جو اسلام اور اسلامی نظامِ حیات کے ملک میں فوری نفاذ کے مطالبے کو اپنے پروگرام میں اوّلین حیثیت دے کیونکہ اس کے بغیر نظریۂ پاکستان کی تکمیل کبھی نہیں ہو سکتی۔ اور نہ ہماری فلاح دوسرے نظام میں ہو سکتی ہے۔"

حضرت مفتی صاحب کا بیان اپنے اندر ایک مردِ مومن کی تڑپ لئے ہوئے ہے اور فی الواقعہ اسلام کے تحفظ و بقاء کے لئے کام کرنے والی جماعتوں کا یہی نصب العین ہونا چاہئے کہ وہ اسلام اور صرف اسلام کے لئے میدانِ عمل میں آئیں اور تمام مساعی کتاب و سنت کے مطابق قوانین کے نفاذ میں صرف کر دیں۔

یہ حقیقت کسی سے پوشیدہ نہیں کہ دنیا کے موجودہ نقشے میں صرف یہی وہ ملک ہے جو اسلام کے نام پر معرضِ وجود میں آیا تھا اور جس کے قیام کے وقت متفقہ طور پر یہ نعرہ لگایا گیا تھا کہ پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الٰہ الا اللّٰہ ـــــ پھر اسلام ہی نے ستمبر ۱۹۶۵ء کی جنگ میں اس کی حفاظت کی اور اب اس کی جغرافیائی تقسیم کے پیشِ نظر بلا خوف تردید یہ کہا جا سکتا ہے کہ اسلام ہی اس کے حفظ و بقاء اور اس کے دونوں صوبوں کے درمیان وحدت و اتحاد کی ضمانت دے سکتا ہے۔ یہی تصور پاکستان کی اساس ہے اور اسی میں ہماری فلاح کا راز مضمر ہے۔ لیکن بد قسمتی سے یہی وہ نظریہ اور تصور ہے جسے گزشتہ ۲۲/۲۱ سال سے بتدریج پسِ پشت ڈالا جا رہا ہے۔ چنانچہ ضرورت ہے علماء کرام اپنی تمام کوششیں اسی نظریہ کی ترویج و اشاعت کے لئے وقف کر دیں اور اسی اساس پر پاکستان کی بنیادیں استوار کرنے کی مؤثر اور بھرپور کوششیں کریں۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ حضرت مفتی صاحب کی اس لگن کو شرفِ قبولیت سے نوازے اور اس کو عملی تشکل دینے کی پوری قوت و توانائی عطا فرمائے ؎

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

یہ امتیاز اور فرق کیوں؟

مولانا محمد شریف جالندھری ناظم دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان نے روزنامہ امروز ملتان مورخہ ۲ ر نومبر ۱۹۶۸ء کی ایک خبر کا تراشہ تبصرہ کی غرض سے ارسال فرمایا ہے۔ خبر ملاحظہ فرمایئے:۔

احمدی نوجوانوں کا سالانہ اجتماع ختم

(امروز کے نامہ نگار سے)

ربوہ یکم نومبر۔ کل یہاں احمدی نوجوانوں کی بین الاقوامی تنظیم مجلس خدام الاحمدیہ مرکزی اور بچوں کی تنظیم مجلس اطفال الاحمدیہ کے سالانہ اجتماعات تین روز جاری رہنے کے بعد ختم ہو گئے ان جلسوں میں ہزاروں نوجوانوں نے تین روز تک نیم فوجی زندگی گزاری۔ نوجوانوں نے مختلف علمی، تقریری اور جسمانی مقابلوں میں بھی حصہ لیا۔ بچوں نے بھی حسن قرأت، تقاریر، عام معلوماتی اور پیغام رسانی کے مقابلوں میں شرکت کی۔ آخر میں امام جماعت احمدیہ حافظ مرزا ناصر احمد نے خطاب کرتے ہوئے نوجوانوں کو تلقین کی کہ وہ اپنے اندر خدمتِ خلق کا

اندوہناک حادثہ ارتحال

ادارۂ خدام الدین بڑے رنج و غم اور افسوس کے ساتھ اپنے قارئین کرام کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ وہ جمعیۃ العلماء ہند کے ناظم عمومی اور شیخ الاسلام حضرت مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے جلیل القدر فرزند حضرت مولانا سید اسعد میاں مدنی مدظلہ العالی کے خسر شیخ الحدیث حضرت مولانا سید حمید الدین صاحب (شیخ الحدیث مدرسہ عالیہ کلکتہ) اور حضرت ناظم عمومی کے صاحبزادہ محمد گذشتہ دنوں مظفرنگر کار کے حادثہ میں المناک موت پر (انا للہ و انا الیہ راجعون) اپنے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے حضرت صاحبزادہ صاحب موصوف اور ان کے خاندان اور مسلمانانِ ہند کے اس نقصانِ عظیم کو اپنا اور عالمِ اسلام کا ناقابلِ تلافی نقصان سمجھتے ہوئے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعاگو ہے کہ حق تعالیٰ شیخ الحدیث مرحوم مغفور کو اپنے جوارِ رحمت میں بلند درجات نصیب فرمائے (آمین) اور ان کے خاندان اور متعلقین و متوسلین کو اس حادثہ کو برداشت کرنے کی توفیق نصیب فرمائے اور دیگر مجروحین اہل خانہ کو جلد از جلد صحت نصیب فرمائے اور اس حادثہ میں حضرت ناظم صاحب عمومی کے غم میں ہم اپنے آپ کو برابر کا شریک تصور کرتے ہوئے قارئین کرام کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں کہ اس ماہ رمضان المقدس اور مبارک میں مرحومین کے لئے ایصال ثواب کریں اور پسماندگان کے لئے صبرِ جمیل کی اور مجروحین کی عاجل و عاجل صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

(حضرت مولانا عبید اللہ انور (مدظلہٗ) امیر انجمن خدام الدین لاہور)

مجلس ذکر

دُنیا چند روزہ ہے

از: حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم ——— مرتبہ: محمد عثمان غنی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی : اَمَّا بَعْدُ:
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ : بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٥

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ ۔ (پ ۳ س آل عمران رکوع ۴-آیت ۳۱)

ترجمہ: کہہ دو اگر تم اللہ کی محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو تاکہ تم سے اللہ محبت کرے۔

اسوۂ حسنہ اس آیت کریمہ کو اکثر و بیشتر پڑھ کر اور شریعت حقّہ پر عمل اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی تعلیم اور اس کی طرف بار بار توجہ دلانے کی علماءِ کرام کوشش کرتے ہی رہتے ہیں۔ اکثر و بیشتر حضرت رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی طرف توجہ دلاتے اور یہ گنہگار بھی اس آیتِ مقدسہ کی طرف بالعموم توجہ دلاتا ہی رہتا ہے۔ بہرصورت اب اتباعِ شریعت اور انقیادِ نام جو ہے وہ جب تک انسان کو ظاہری شریعت کے تمام مسائل کا پتہ نہ ہو اور سیرتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم نہ ہو وہ عمل کیسے کر سکتا ہے؟ اسی لئے اکابر نے فرمایا کہ سب سے پہلے یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِكَ (پ ۱ س البقرہ ۱۵-آیت ۱۲۹) کہ قرآن کے الفاظ کو درست کرکے، ٹھیک مخارج کے ساتھ ادائیگی سیکھیں۔ پھر ظاہری علوم سے جس حد تک ہو سکے آراستہ پیراستہ کریں کہ ع

بے علم نتواں خدا را شناخت

اس کے بعد عمل کا نمبر آتا ہے۔ قرآن نے فرمایا پہلے یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِكَ الفاظ، پھر یُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ، اس کے معنی، پھر یُزَکِّیْهِمْ تزکیہ، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ، خلفاء راشدین کے لئے تزکیٔ بننے کا ذریعہ تھے، ان کے لئے اسوہ، نمونہ اور تزکیۂ نفس کے لئے ایک دستور العمل پیش کرنے والے تھے۔ وہی دستور العمل تا قیامت باقی رہے گا اور چلتا چلاتا چودہ صدیاں گذار کرکے وہ آج ہمارے دور میں ہمارے اکابر علماء کی شکل میں جو دنیا سے چلے گئے اور کچھ باقی ہیں، وہ ہمارے لئے اسوہ، نمونہ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح معنوں میں پیروکار ہیں۔ یعنی چراغ سے چراغ جلتا ہے، خربوزے سے خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔ خلفاء راشدین اور صحابہ رضؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جس طرح نماز پڑھتے، روزے رکھتے، حج کرتے، زکوٰۃ دیتے، ذکر اللہ کرتے دیکھا، انہوں نے تابعین کو یہ سلسلہ سکھلایا۔ تبع تابعین نے تابعین سے سیکھا، ہوتے ہواتے الیٰ یَوْمِنَا هٰذَا آج کے دن تک پہنچا۔ ہم نے اپنے علماء کو دیکھا کہ کس طرح اپنے پاؤں متورم کر ڈالتے، ساری ساری رات خدا کے حضور جھکے رہتے، دن کو اپنے کام میں، رزقِ حلال کمانے میں ایڑی چوٹی کا زور صرف کرتے، خون پسینہ ایک کرتے، اولاد کو تعلیم دیتے، ذکر کی تلقین کرتے اور رزقِ حلال کما کرکے کھلاتے اور رزقِ حلال ہی کمانے کے لئے اُن کی تربیت کرتے، اس کی تبلیغ کرتے اور اسی طرف انہیں رغبت دلاتے۔

ایک ادنیٰ مسلمان کا مقام

سو یہی طریقہ ہے جو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَا اَنَا عَلَیْهِ وَاَصْحَابِیْ۔ جو میرے اور میرے صحابہ کے طریق پر قائم رہے گا وہی ہدایت پر ہوگا اور وہی نجات کا امید وار ہوگا۔ اس اعتبار سے میں کہا کرتا ہوں کہ سب سے زیادہ آپ خوش قسمت ہیں کہ اسلام اور ایمان کی دولت سے اللہ نے آپ کو مالا مال کیا۔ میں تو یہاں تک کہا کرتا ہوں کہ امریکہ، برطانیہ، فرانس دنیا کی بڑی نامور طاقتیں ہیں۔ آج کل انہی کے تذکروں سے اخبار بھرے ہوتے ہیں، لیکن اگر انہیں دولتِ ایمان نصیب نہیں ہے، تو آپ سے، کسی ادنیٰ مسلمان سے مقابلے کا ان کا کوئی حق ہی نہیں ہے۔ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم رسید ہوں گے اور مومن کے لئے اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْکَافِرِ۔ مومن کے لئے بیشک یہ تکلیفوں کا گھر ہے، لیکن آخرت میں اس کے لئے ابدی جنت کا مقام ہے، لیکن کافر کے لئے ابدی جہنم اور خدا کا عذاب ہے۔ اس اعتبار سے چاہے وہ کوسی گن کی بڑی زبردست فوجیں ہیں اور اس کے ادنیٰ اشارے پر کٹ مرنے کے لئے تیار، جانسن امریکہ کا صدر ہے، لاکھوں افواج اس کی آج ویت نام میں کٹ مر رہی ہیں، اسی طرح برطانوی وزیر اعظم ہے، ولسن یا ملکہ الزبتھ ہے، جو چاہیں سو کر گذریں لیکن چونکہ دولتِ ایمان سے محروم ہیں، اسلام کی تعلیم سے دور ہیں۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ادنیٰ مسلمان سے بھی ان کو مقابلے کا حق نہیں۔ وہ اس سے بھی زیادہ گئے گذرے ہیں۔ اس اعتبار سے آپ خوش قسمت ہیں۔ لیکن ہزاروں مسلمان ایسے ہیں جو اسلام سے دُور، تعلیماتِ اسلام سے نفور، کوئی کیمونزم میں نجات ڈھونڈ رہے ہیں، کوئی عملاً اسلام کو رائج کرنے سے قاصر ہیں، زبانی جمع خرچ میں سب سے آگے ہیں، یہ سب بھی بدقسمت ہیں۔ اس اعتبار سے میں کہتا ہوں کہ آپ کو اللہ نے جو دولتِ ایمان نصیب فرمائی، اللہ والوں کی سنگت، یاری اور مل جل کر کے جو اللہ کے دین پر عمل پیرا ہونے کی توفیق نصیب ہوئی ہے ؎

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

(باقی صفحہ ۱۵ پر)



۸ر رمضان المبارک ۱۳۸۸ھ مطابق ۲۹ر نومبر ۱۹۶۸ء

روزہ مجموعہ مجاہدات اور قرب الٰہی کا بہترین ذریعہ ہے

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ : امّا بعد : فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم :-
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :-

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰن ٥

ترجمہ : رمضان کا وہ مہینہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا۔

حاشیہ شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ

ماہ رمضان میں تین چیزیں مقصود نظر آتی ہیں :-
اوّل گھروں میں مذہبی تعلیم پھیلانا دوم قانونِ مذہب اور روحِ مذہب کا پابند بنانا۔ سوم انتظام قائم کرنا۔

جملہ معترضہ اقوامِ عالم میں ایک دستور معلوم ہوتا ہے کہ جس زمانہ میں جس قوم پر کوئی نعمت نازل ہو، اس وقت اور اس دن میں اس کی سالگرہ مناتے ہیں اور خوشی کرتے ہیں۔ مسلمانوں پر نزولِ قرآن ایک نعمتِ عظمیٰ ہے اور اس کا نزول ماہِ رمضان میں ہوا۔ لہٰذا قرآن حکیم کی سالگرہ رمضان المبارک میں منائی جاتی ہے اور اس میں قرآن پاک کو دہرایا جاتا ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کا نصاب تعلیم قرآن، زمانۂ تعلیم رمضان اور طریقۂ تعلیم صلوٰۃ التراویح ہے۔ واللہ اعلم۔

عزیزانِ گرامی! ہر شخص پر یہ حقیقت روشن ہے کہ قرآن عزیز رمضان المبارک میں نازل ہوا ہے اس لئے اللہ تعالےٰ جل شانہٗ و عم نوالہٗ نے قرآن حکیم کی یادگار قائم رکھنے کے لئے اس میں روزے فرض کر دئے اور اس کے دَور کے لئے صلوٰۃ التراویح کو ذریعہ بنا دیا۔

ہمارا ایمان ہے کہ قرآن عزیز اللہ رب العزت کا بے مثال اور لاجواب تحفہ ہے جو امتِ مسلمہ کو حضور نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے ملا۔ یہ انمول تحفہ نوعِ انسانی کے لئے کامل ہدایت نامہ، ہماری زندگی کے ہر گوشے کے لئے مکمل دستورِ حیات اور ہماری روحانی بیماریوں کے لئے اکسیر اعظم اور لاجواب نسخۂ شفا ہے اور رمضان المبارک کے روزے زندگی کو پاکیزہ بنانے کا ذریعہ ہیں۔

پس مبارک ہیں وہ لوگ جو رمضان پائیں اور روزے مکمل رکھ لیں اور اپنی زندگیوں کو تلاوتِ قرآن اور لوازماتِ رمضان کی تکمیل سے پاکیزہ بنا کر متقین کی فہرست میں شامل ہو جائیں اور رضائے ایزدی کا تمغہ حاصل کر لیں اور بدبخت ہیں وہ لوگ جن پر رمضان گذر جائے اور وہ اپنی مغفرت نہ کرا سکیں۔

جبرئیل علیہ السلام کی لعنت

حدیث میں آتا ہے ایک مرتبہ جبرئیل علیہ السلام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور آکر کہا کہ لعنت ہے اس شخص پر جس نے رمضان کا پایا اور اس کی مغفرت نہ ہوئی۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "آمین!"

مطلب یہ ہے کہ جو شخص رمضان جیسی رحمتوں اور مغفرتوں والی گھڑیاں پائے اور اپنے گناہوں کی مغفرت کرانے کی طرف متوجہ نہ ہو تو اس پر جبرئیل علیہ السلام نے لعنت بھیجی اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین کہی ہے۔ اس لئے مسلمانوں کو اس لعنت سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ وہ پورا پورا احترام رمضان کریں اور نہایت خلوص اور تضرع کے ساتھ اللہ کی طرف متوجہ ہو کر اپنے گناہوں کی مغفرت کی دعا کریں۔

رمضان قمری مہینوں میں سے نواں مہینہ ہے۔ اور اس کی وجہ تسمیہ حدیث میں یہ آئی ہے فانہا ترمض الذنوب یہ گناہوں کو جلا کر خاک کر دیتا ہے۔ رَمَضَ کا معنیٰ لغت میں جلانا اور پھونکنا ہے اور اس مہینے میں چونکہ گناہ جلا دئے جاتے ہیں اس لئے اسے رمضان کہا جاتا ہے۔

محترم حضرات! رمضان المبارک کا پُر انوار مہینہ امتِ مسلمہ کے لئے رحمت و مغفرت اور دوزخ سے آزادی حاصل کرنے کا مہینہ ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے۔ حضور نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس مہینے کے متعلق فرماتے ہیں :-

اولہٗ رحمۃ و اوسطہٗ مغفرۃ و اٰخرہٗ عتق من النیران۔

اس کا پہلا عشرہ اللہ تعالےٰ جل شانہٗ کی رحمتوں کا عشرہ ہے اور درمیانہ عشرہ گناہوں سے مغفرت کا عشرہ ہے اور تیسرا عشرہ دوزخ سے آزادی کا عشرہ ہے ــــ مطلب یہ ہے کہ پہلے دس دن میں

حق تعالیٰ سبحانہٗ اپنے بندوں کو خاص رحمت سے نوازتا ہے۔ پھر جو بندے اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں ان کے گناہوں کی مغفرت فرما دیتا ہے اور آخری عشرہ میں گناہ گاروں کو جہنم سے آزادی کا پروانہ عطا فرما دیتا ہے۔

رمضان المبارک کا مہینہ
انسان کے دشمنوں پر سخت بھاری ہے

حدیث شریف میں آتا ہے۔ کہ جب رمضان کا چاند ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ جل شانہٗ شیاطین کو قید کر دیتے ہیں اور شریر جنات کو بھی قید کر دیتے ہیں —— جہنم کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں جو رمضان بھر نہیں کھلتے اور جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں جو سارا رمضان بند نہیں ہوتے۔

اب غور فرمائیے! انسان کے دو دشمن ہیں جو ہر وقت اس کے ساتھ رہتے ہیں۔ ایک شیطان اور دوسرا نفس —— شیطان باہر سے نافرمانی کا وعظ کہتا اور شریعتِ محمدیہ کی خلاف ورزی پر اکساتا ہے اور نفس اندر سے نافرمانی کی ترغیب دیتا رہتا ہے۔ مگر رمضان کا چاند نظر آتے ہی شیاطین اور جنات قید کر دئے جاتے ہیں اور اس طرح باہر کے دشمن سے چھٹکارا نصیب ہو جاتا ہے اور روزہ کی نقاہت سے جسم کے اندر انسان کا نفس کمزور ہو جاتا ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نہ باہر رُکاوٹ رہتی ہے نہ اندر اور اس طرح انسان بے فکری سے پورا مہینہ خلوص کے ساتھ یادِ الٰہی کر سکتا ہے۔

یہاں ایک بات کی وضاحت ضروری ہے کہ نفس اُسی حالت میں کمزور ہوگا جبکہ ہم سحری و افطار کے اوقات میں اعتدال کی حدود کو نہ پھاندیں۔ اگر ہم نے اعتدال سے تجاوز کیا اور خوراک کم کرنے کے بجائے اُس میں زیادتی کر دی اور مرغن غذائیں کھانی شروع کر دیں تو نفس کمزور ہونے کی بجائے اور زیادہ پکے گا، اور مقصود حاصل نہیں ہو سکے گا۔

روزہ مجموعۂ مجاہدات ہے

حضرت مولانا مفتی محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ بانی جامعہ اشرفیہ لاہور فرمایا کرتے تھے کہ صوفیائے عظام اور اولیائے کبار نے متقی بننے کے لئے چار قسم کی ریاضتیں تجویز کی ہیں اور اسی لئے شیخ کامل اپنے مریدوں کو چار مجاہدے کراتا ہے:۔

تقلیلِ الطعام۔ تقلیلِ المنام۔ تقلیلِ الکلام
تقلیلِ اختلاط مع الانام۔

یعنی کم کھانا، کم سونا، کم بولنا اور عوام سے کم میل جول رکھنا —— کم کھانے کے یہ معنی نہیں کہ زندگی قائم رکھنے کے لئے جس قدر غذا کی ضرورت ہے اس سے بھی کم کھائے بلکہ یہ معنی ہیں کہ دو کھانوں میں وقفہ زیادہ کر دے۔ ان مجاہدات سے مرید کی بے حد اصلاح ہو جاتی ہے اور وہ منازلِ تقویٰ میں ترقی کرنے لگتا ہے۔ اب چونکہ یہ چاروں مجاہدے روزہ رکھنے سے پورے ہو جاتے ہیں اس لئے حق تعالیٰ سبحانہٗ نے روزہ رکھنے کی بے حد تاکید فرمائی ہے۔ پہلا مجاہدہ "کم کھانا" ہے جو دو کھانوں میں وقفہ زیادہ ہونے کی صورت میں اور افطار کے وقت ہلکی غذا کھانے کی شکل میں سامنے آتا ہے۔ دوسرا مجاہدہ "کم سونا" ہے، سو وہ بیس رکعت تراویح ادا کرنے کے بعد سونے اور سحری کے وقت جلدی بیدار ہونے کی شکل میں ہو جاتا ہے۔ تیسرا مجاہدہ "کم بولنا" ہے سو اس کا بھی انتظام خود بخود ہو جاتا ہے کیونکہ روزہ کی حالت میں زیادہ تلاوتِ قرآن پاک کرنے کی تلقین ہے اور بیہودہ گوئی سے بچنے کا حکم ہے —— پس جو شخص کثرت سے تلاوتِ قرآن کرے گا وہ خواہ مخواہ کم بولے گا۔ لوگوں سے کم میل جول رکھنے کے لئے اعتکاف کی عبادت مقرر فرما دی اور اگر اعتکاف نہ بھی کرے تو جب بھی چغلی، جھوٹ، بہتان اور جھوٹی قسم سے زبان کو روکنا روزہ میں ضروری ہے جس کا بدیہی نتیجہ یہ مرتب ہوگا کہ یہ چاروں مجاہدے روزے میں آ جائیں گے، جو سالک کے لئے بے حد ضروری ہیں —— اور جن سے تزکیۂ روح ہو کر تقویٰ اور قربِ الٰہی کی سعادت نصیب ہو جائے گی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو روزہ رکھنے اور مقصد روزہ حاصل کرنے کی بیش از بیش توفیق نصیب فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین!!

بقیہ: ادارتی نوٹ

جذبہ پیدا کریں۔ موجودہ زمانہ میں اسلام کو زبانی نعروں کی نہیں جانی اور مالی قربانیوں کی ضرورت ہے۔ احمدی خواتین کی تنظیم "لجنہ اماء اللہ" کا اجتماع بھی تین روز جاری رہا۔ جس میں صنعتی نمائش ہوئی"۔

ہم کارپردازانِ حکومت کی توجہ اس خبر کے بین السطور نظر آنے والی جھلک کی طرف بغیر کسی تبصرہ کے مبذول کرانا چاہتے ہیں۔ کیونکہ

ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

اس ملک میں اگر خاکساروں، احرار رضاکاروں اور دیگر ملی و سیاسی تنظیموں کو نیم فوجی زندگی گزارنے، وردی پہننے اور رضاکارانہ نظام چلانے کی ممانعت ہے تو پھر خدام الاحمدیہ کے لئے پابندی کیوں نہیں؟ نیز حکومت کو یہ تحقیق کرنی چاہئے کہ ان کو نیم فوجی زندگی گذارنے کی تربیت حاصل کرنے کی ضرورت کیوں اور کس کے خلاف محسوس ہوئی؟ وہ کون سا محاذ سر کرنا چاہتے ہیں اور پیغام رسانی کے مقابلوں کی ٹریننگ حاصل کر کے کیا گل کھلانا چاہتے ہیں؟ نیز مرزا ناصر احمد اپنے پیروکاروں کو جو نیم فوجی زندگی گذارنے کی تربیت حاصل کر چکے ہیں زبانی نعروں سے قطع نظر کر کے کس کے خلاف مالی اور جانی قربانیوں کی تلقین کر رہے ہیں اور کس اسلام کی نشر و اشاعت کے لئے کر رہے ہیں؟

حکومت پاکستان کو اپنی اوّلین فرصت میں ان سوالات کی جوابدہی کرنی چاہئے۔

ریڈیو پر تقریر

حضرت مولانا عبیداللہ صاحب انور مدظلہ العالی بروز پیر ۱۸ر رمضان المبارک ۹ر دسمبر کو صبح سحری کے خاص پروگرام میں "تقویٰ" کے عنوان پر تقریر فرمائینگے۔

رمضان المبارک اور روزے کے فضائل!

عبدالرحمٰن لودھیانوی - شیخوپورہ

ماہِ رمضان میں اللہ تعالیٰ کی رحمت اہل دنیا کی طرف خاص طور سے نازل ہوتی ہے۔ جنّت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں — کیسا برکت والا مہینہ ہے کیونکہ اکثر آسمانی کتابوں کا نزول اسی ماہ میں ہوا ہے۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو اسی ماہ کی تیسری تاریخ کو صحیفے عطا ہوئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توراۃ اسی ماہ کی چھ تاریخ کو، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل تیرہ تاریخ کو، حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور اٹھارہ تاریخ کو اور اہل اسلام کی سب سے بڑی نعمت کلامِ مجید بھی اسی ماہ مبارک میں لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا پر نازل کیا گیا۔ اور پھر حسبِ موقعہ و ضرورت ۲۳ برس تک رفتہ رفتہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوتا رہا اور ہر رمضان المبارک میں حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم جبرئیل علیہ السلام سے ایک مرتبہ قرآن مجید کا دَور فرمایا کرتے تھے۔ اور سب سے آخری رمضان میں دو مرتبہ دَور فرمایا۔

اس ماہ میں گناہ بہت ہی کم ہو جاتے ہیں خصوصًا رمضان کے آخری عشرہ میں، یہ ایک ایسی بات ہے کہ کسی پر پوشیدہ نہیں۔ خیرات و صدقات کا ثواب اس ماہ میں معمول سے صدہا درجے زیادہ ملتا ہے۔

ایمان کے بعد روزہ اسلام کا تیسرا فرض ہے۔ جو اس کا انکار کرے وہ مسلمان نہیں رہتا اور جو شخص اس فرض کو چھوڑ دے وہ سخت گنہگار اور فاسق ہوتا ہے۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ (پ ۲ سورہ بقرہ آیت ۱۸۴)

رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا۔ یہ لوگوں کی ہدایت کے لئے ہے اور روشن دلیلیں ہیں راہ پانے کی اور حق کو باطل سے جدا کرنے کی۔

قرآن مجید حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف سے چالیس سال اور سات ماہ گذرنے کے بعد رمضان شریف کی ۲۴ یا بروایت دیگر ۲۷ ویں رات لیلۃ القدر میں نازل ہوا۔ یہ آخری، مکمل اور زندہ کتاب ہے۔ یہ کتاب خدا کا سب سے بڑا عطیہ ہے۔ یہ خدا کا کلام ہے اس کا معلّم رحمٰن ہے۔ جبرئیل امین کے ذریعہ سے یہ کلام نازل ہوا ہے۔

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ - (پ ۱۵- سورہ بنی اسرائیل آیت ۹)

ترجمہ: بے شک یہ قرآن سب سے سیدھی راہ بتلاتا ہے۔

قرآن پاک کے ایک ایک حرف کی تلاوت پر دس دس نیکیاں ملتی ہیں صرف الٓمٓ کہنے پر ۳۰ نیکیاں مل جاتی ہیں۔ اسی ماہ میں لیلۃ القدر بھی آتی ہے اور اس رات کی عبادت ہزار مہینوں سے افضل ہوتی ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شعبان کے آخر روز ہمارے سامنے خطبہ ارشاد فرمایا۔ "لوگو! ایک ایسا عظیم الشان، مبارک اور بزرگ مہینہ آرہا ہے کہ جس میں ایک رات ہزار راتوں سے بہتر اور عمدہ ہے اللہ تعالےٰ نے اس ماہ کے روزے فرض کئے ہیں۔ اس ماہ کی رات میں نماز پڑھنا نفل فرمایا ہے۔ جو شخص اس ماہ میں کچھ تھوڑی سی بھی نیکی کرے گا اور نوافل ادا کرے گا اس کا فرضوں کے برابر ثواب عطا کیا جائے گا اور جو شخص اس ماہ میں فرض ادا کرے گا اس کو ستّر فرضوں کا ثواب ملے گا۔

یہ مہینہ صبر کرنے کا ہے اور صبر کا ثواب محفوظ ہوتا ہے، یہ وسعت کا مہینہ ہے۔ اس میں مومن کا رزق زیادہ کیا جاتا ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں کسی کا روزہ افطار کراتا ہے اس کے گناہوں کی مغفرت کی جاتی ہے اور آتش دوزخ سے آزاد کیا جاتا ہے اور روزہ دار کے برابر اس کو اجر عطا کیا جاتا ہے۔ اس کے اجر میں بالکل کمی بیشی نہ ہوگی۔ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم میں سے ہر شخص کے پاس اتنا نہیں ہوتا کہ کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرا دیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لسّی کے ایک گھونٹ یا پانی کے ایک گھونٹ یا کھجور سے افطار کرانے سے بھی یہی ثواب عطا کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے تو اللہ تعالےٰ اس کو قیامت کے روز میرے حوض سے سیراب کرے گا، جنت میں داخل ہونے تک اس کو پیاس معلوم نہ ہوگی

حضرت ابوہریرہ رضؓ کہتے ہیں۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب ماہِ رمضان شروع ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ جنّت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں اور شیاطین زنجیروں میں باندھ دئے جاتے ہیں۔ تیسری روایت میں ہے کہ رحمت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں۔

بروایت حضرت سہل بن سعد جنّت کے آٹھ دروازے ہیں۔ ان میں سے ایک دروازہ کا نام ریّان ہے اس دروازے سے سوائے روزہ دار کے اور کوئی داخل نہیں ہوگا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رمضان کے روزے ایمان اور ثواب کے خیال سے رکھتا ہے اس کے پچھلے گناہ تمام معاف کر دئے

جاتے ہیں۔ اور جو شخص رمضان میں ایمان اور ثواب سمجھ کر قیام کرتا ہے اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں۔ اسی طرح جو شخص لیلۃ القدر میں ایمان اور ثواب سمجھ کر تمام شب عبادت کرتا ہے اس کے پچھلے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں نبیٔ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے قول کے مطابق ابن آدم کی ہر نیکی کا بدلہ دوگنا ہوتا ہے بلکہ ستر حصے زیادہ، لیکن روزہ کی جزاء، اس کا بدلہ میں ہوں کیونکہ روزہ دار میرے لئے اپنا کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے۔ روزہ دار کے واسطے دو فرحتیں ہیں ایک اس کو افطار کے وقت حاصل ہوتی ہے اور دوسری رب کے دیدار کے وقت حاصل ہوگی۔ روزہ دار کے منہ کی بُو خدا کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ عمدہ ہے اور روزہ گناہوں کا نگاہ رکھنے والا ہے۔ جس وقت کسی آدمی کا روزہ ہو تو فواحشات نہ بکے، نہ کسی کی ہمراہی کو پسند کرے اگر کوئی شخص اس کو گالی دے یا جھگڑا کرے تو یہ کہہ دے کہ میں روزہ کی حالت میں ہوں۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ اور قرآن دونو بندہ کی شفاعت کریں گے روزہ عرض کرے گا۔ میرے رب! میں نے اس پر کھانا پینا سب حرام کر دیا تھا۔ لہٰذا اس کے بارے میں میری شفاعت قبول فرما۔ قرآن کہے گا کہ میں نے اس پر شب کی نیند حرام کر دی تھی اس کے کے بارے میں میری شفاعت قبول کر لے۔ لہٰذا دونو شفاعت کریں گے۔

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مجھ کو وہ بندہ محبوب ہے جو روزہ جلدی افطار کرتا ہے۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ جب تک روزہ جلدی افطار کیا جائیگا دین غالب رہے گا۔ کیونکہ یہود اور انصار تاخیر سے روزہ افطار کیا کرتے تھے۔

روزہ تر کھجور یا پانی سے افطار کرنا مسنون ہے۔ (مشکوٰۃ باب الصوم)

اَلصَّوْمُ جُنَّۃٌ۔ روزہ دوزخ کی ڈھال ہے۔

خدا تعالیٰ نے روزہ میں بے شمار حکمتیں رکھی ہیں۔ جب اعضاء سست ہو جاتے ہیں تو نفس کی تیزی جاتی رہتی ہے اور حرام کی طرف رغبت بہت کم ہوتی ہے۔ جب اعضاء میں صفائی آ جاتی ہے تو دل بھی صاف ہو جاتا ہے۔ غریبوں اور مسکینوں کی حالت کا اندازہ ہو جاتا ہے اور ان پر رحم آتا ہے۔ ہر چیز کے لئے اس کے مناسب زکوٰۃ اور پاکی کا سامان ہوتا ہے، بدن کی زکوٰۃ اور پاکی کے لئے خدا تعالیٰ نے روزہ کو مقرر فرمایا ہے۔ چونکہ روزہ میں نفس پر سخت مشقت ہوتی ہے لہٰذا خدا تعالیٰ نے اس کا ثواب بھی بے اندازہ مقرر کیا ہے اور عبادتوں کے ثواب کی ایک حد مقرر فرمائی ہے مگر روزہ کے ثواب کے لئے فرما دیا ہے کہ ہم خود بے حساب جس قدر ثواب چاہیں گے عطا فرمائیں گے۔ اور جب ایسا رحیم و کریم خود بلا حساب عطا فرمائے گا تو لینے والا مالا مال ہو جائے گا۔

روزہ حیاتِ ابدی کا ذریعہ ہے۔ روزہ سے انسان کی مادی قوتیں کمزور ہو جاتی ہیں اور روحانی قوت غالب آ جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے دل میں نور، مادہ سے تجرّد (علیحدگی) اور کثافتِ جسمانی سے پاکیزگی پیدا ہو جاتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ روزہ دار کی روح کو اس خاکی جسم کو چھوڑنے کے بعد حیاتِ ابدی حاصل ہوتی ہے۔

روزوں کے ذریعہ سے تم میں خدا تعالیٰ کی ذات پاک کے ساتھ ایک نسبتِ روحانی پیدا ہو جائے گی، نفس پاک ہو جائے گا، جسم پاک ہو جائیگا۔ معاشرت اور تمدن پاک ہو جائیں گے۔

مقصودِ روزہ یہ ہے:۔

لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ کہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔

لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ۝ کہ تم شکرگذار بن جاؤ۔

لَعَلَّکُمْ یَرْشُدُوْنَ ۝ کہ تم منزلِ مقصود پر پہنچ جاؤ۔

تقویٰ کا نتیجہ یہ ہے کہ انسان میں اپنی عقل، ہاتھ، زبان، آنکھ اور دولت وغیرہ کے غلط استعمال کی طاقت نہیں رہتی۔ شکر کا پھل یہ ہے کہ انسان میں اپنی عقل، زبان، طاقت اور دولت کے جائز استعمال کی طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔

رُشد یہ ہے کہ انسان خطروں، بدیوں اور آزمائشوں سے بچ کر اور اللہ کی نعمتوں کا صحیح استعمال کر کے اپنی منزلِ مقصود کو پا لیتا ہے۔

روزہ انسانی اخلاق کو بلندی بخشتا ہے، نفس پرستی سے روکتا ہے، مفلسوں اور ناداروں کی بھوک پیاس کا احساس دلاتا ہے۔ روزہ سے انسان کو اللہ کی نعمتوں کی قدر ہوتی ہے۔ اس سے انسان سخت جان بنتا ہے، مشکل اوقات کو صبر و قناعت سے گذارنے کا عادی بن جاتا ہے۔ جہاد وغیرہ میں اگر بھوکا اور پیاسا رہنے کا موقع آ جائے تو روزہ رکھنے کا عادی ہونے کی وجہ سے کوئی دشواری محسوس نہیں کرتا۔

روزوں کے ذریعہ سے تم میں خدا تعالیٰ کی ذات پاک کے ساتھ ایک روحانی نسبت پیدا ہو جائے گی۔ یعنی تمہاری روح پاک ہو جائے گی، نفس پاک ہو جائے گا، جسم پاک ہو جاتے گا، معاشرت اور تمدن پاک ہو جائیں گے۔

یہ صرف اسلام کی خوبی ہے کہ اس نے زندگی کو پاک کرنے کے لئے سال کا ایک مہینہ خاص کر دیا ہے۔ آپ روزے رکھیں کہ آپ کا جسم، دل اور جذبات میل سے پاک ہو جائیں۔ آپ قرآن پڑھیں تاکہ آپ کا دماغ روشن ہو اور زندگی کا پورا پروگرام آپ کی آنکھوں کے سامنے آ جائے۔

سال کا ایک مہینہ اصلاح جسم، اصلاح نفس اور اصلاح تمدّن کے لئے خاص کر دینا صرف اسلام ہی کی خوبی ہے۔ آج دنیا کا کوئی مذہب اصلاح کی ایسی مثال پیش نہیں کر سکتا۔

امام ولی اللہ دہلویؒ

کی

زندگی اور فلسفے کے نمایاں خدوخال

(از: محمد مقبول عالم بی اے - جائنٹ سیکرٹری ولی اللہ سوسائٹی و ادارہ حکمتِ اسلامیہ ۴۴- اردو بازار لاہور)

(۳)

۱۲- قرآن حکیم اسلام کا قانون اساسی ہے - اور اس کا اعجاز فصاحت و بلاغت کے علاوہ اس کی "حکمت" ہے - حدیث قرآن ہی سے مستنبط اور اس کی تشریح و تفصیل ہے اس سے الگ نہیں ہے فقہ قرآن و حدیث دونوں سے مستنبط ہے اور یہ معاشرے کے ارتقاء کے لئے ضروری ہے - اس کی حیثیت قانون کے مقابلے میں تمہیدی قوانین (BY-LAWS) کی ہے - تصوف قرآن حکیم کے تزکیہ نفس اور تکمیل ذات کا تربیتی نصاب ہے - یہ بھی معاشرے کی اصلاح کے لئے ناگزیر ہے - اس طرح حدیث، فقہ اور تصوف قرآن ہی کی ذیلی شاخیں ہیں اور دین کی اصل صرف قرآن ہے -

۱۳- تمام کتب حدیث میں مؤطا امام مالک فائق اور مقدم ہے یعنی یہ باقی کتب حدیث بخاری، مسلم وغیرہ کی اصل و اساس ہے اور وہ کتابیں گویا اس کی شرحیں ہیں - فقہ کے تمام مذاہب کی اصل بنیاد بھی مؤطا امام مالک ہے - اس انکشاف کا فائدہ یہ ہے کہ آگے چل کر جب عرب اور غیر عرب ممالک کے لئے مشترک قانون سازی کی ضرورت ہوگی تو مؤطا امام مالک ہی بنیاد کا کام دے گی -

۱۴- تمام معاشی و معاشرتی امور کی صحت کا معیار یہ ہے کہ وہ حسب ذیل اصولوں کے مطابق ہوں -

۱- تجربہ صحیحہ (SCIENTIFIC EXPERIENCE)

۲- اخلاق فاضلہ (HIGH MORALITY)

۳- رفاہ عامہ کے اصول (SOCIAL VALUES)

۴- حسن معاشرت (GOOD BEHAVIOUR)

۵- حسن مشارکت (SOCIAL CONTRACT)

۶- نفاست اور خوبصورتی (DECENCY)

۷- تشاور (COUNSEL)

۸- تعاون (CO-OPERATION)

۹- اشتراک علم اور مال میں بقدر ضرورت (ASSOCIATION IN KNOWLEDGE & WEALTH ACCORDING TO NEED)

۱۵- ترقی اموال کے وہ تمام ذرائع جو تعاون اور اشتراک کی روح سے خالی ہوں - یا ان میں بظاہر تعاون ہو لیکن اُن کی تہ میں تعاون کی موت پوشیدہ ہو اور ان میں ایسی رضامندی ہو جس میں جبر پایا جائے، وہ اجتماعی زندگی کے اصول کے لحاظ سے باطل اور گناہ ہیں جیسے جوا، سٹہ، سود، رشوت وغیرہ یا مزدور کی مجبوری سے ناجائز فائدہ اٹھا کر اسے کارخانے کے منافع میں شریک نہ کرنا بلکہ معمولی اجرت دے کر ٹال دینا - نیز نفع حاصل کرنے کے تمام ناجائز ذریعے بھی ممنوع ہیں جیسے زیادہ نفع کمانے کی خاطر غلہ وغیرہ روکنا یا دھوکہ دے کر نفع حاصل کرنا یا حد سے زیادہ نفع لینا یا ماپ تول میں کمی کرنا وغیرہ -

۱۶- انفرادی ملکیت اس حد تک جائز ہے کہ وہ مفادِ عامہ کے خلاف نہ ہو - اجتماعی مفادات سے تصادم ہو تو اجتماعی مفادات فائق رہیں گے -

۱۷- معاشرہ انسانی کے لئے بنیادی پیشے چار ہیں :-

۱- زراعت (۲) مویشی پالنا (۳) صنعت و حرفت اور (۴) تجارت -

البتہ جب حکومت قائم ہوتی ہے تو اسے چلانے کے لئے معاونین کی بھی ضرورت پڑتی ہے - اس وقت حکومت کی ملازمت بھی ایک مستقل پیشہ بن جاتی ہے - پیشوں کی تقسیم بھی سوسائٹی میں ضرورت کے مطابق ہونی چاہئے - اور ان میں توازن ہونا چاہئے - البتہ ایسے پیشے ممنوع ہوں گے جو عیاشی پیدا کرنے والے، اخلاق خراب کرنے والے اور خدا سے غافل کرنے والے ہوں -

۱۸- مسلمان کی زندگی کا مقصدِ وحید یہ ہے کہ وہ اسلام کے عادلانہ نظام کو معاشرے میں قائم کرے اور اس کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے سے دریغ نہ کرے - وہ حق کی اشاعت اور اس کے نفاذ اور باطل کو دبانے اور اس کا نفاذ روکنے کے لئے نشر و اشاعت کرتا رہے اور بوقتِ ضرورت قتال سے بھی کام لے - حضرت شاہ صاحب کے نزدیک یہ سب کام نیکی کے بہترین اعمال شمار ہوتے ہیں -

۱۹- "امام" یا "حاکم" ایک فردِ انسانی نہیں بلکہ وہ مرکزی ادارہ ہے جو مختلف طبقات کے درمیان وحدت قائم رکھتا ہے اور اس وحدت سے جو فوائد حاصل ہو سکتے ہیں اُن کے حصول کا اہتمام و انتظام کرتا ہے -

۲۰- ملک کا مرکزی نظام عوام کی خدمت اور فائدے کے لئے ہے نہ کہ عوام اس نظام کے لئے - اس لئے کسی قسم کا استبداد جائز نہیں - ہر نظام پر مصلحتِ کلیہ (عام لوگوں کی بھلائی) حاکم ہونی چاہئے -

۲۱- قومی حکومت چلانے کی تین شکلیں ہیں :-

۱- پنچایت -

۲- ایک پیشے کے لوگوں کا اپنے چودھری کے ماتحت رہنا - یہ گلڈزم کی شکل ہے - اور

۳- اجتماعِ عقلا و ماہرینِ خصوصی یعنی پارلیمنٹ -

۲۲- ٹیکس ہلکے ہوں اور ملازمینِ حکومت بقدرِ ضرورت، حکومت کے سربراہ اور کارندے سادہ زندگی بسر کریں، عیاشی سے پرہیز کریں -

۲۳- اگر معاشرۂ انسانی میں معاشی عدم توازن پیدا ہو جائے تو اسے قوت کے ذریعے دُور کر کے منصفانہ اور عادلانہ اصولوں پر نیا نظام قائم کرنا ضروری ہوگا - تاکہ لوگوں کو خدا کی طرف رجوع کرنے کی فرصت اور مہلت مل سکے - اسلام کے ابتدائی دَور میں رومی اور ایرانی ملوکیتوں کو ختم کر کے قرآنی نظام اسی نظریے کے تحت قائم کیا گیا تھا -

۲۴- جب قومی حکومتیں قائم ہو جائیں تو پھر بین الاقوامی نظام کی ضرورت پیش آتی ہے جو مختلف ریاستوں کے درمیان نظم و ضبط رکھ سکے اور ان کے

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

واہ کینٹ کے درس قرآن وحدیث کی چوتھی سالانہ تقریب کے موقع پر پیش کی گئی

سالانہ رپورٹ

مورخہ ۲۵ شعبان المعظم ۱۹۶۸ء بروز اتوار واہ کینٹ میں قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کے درسِ قرآن وحدیث کی چوتھی سالانہ تقریب منعقد ہوئی جس کی سرپرستی جانشین شیخ التفسیر مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم نے فرمائی اہم واردین و صادرین میں حضرت مولانا مفتی بشیر احمد پسروری مدظلہ، حضرت مولانا عبد الحق صاحب شیخ الحدیث دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدیر ماہنامہ "الحق" اور الحاج قاری غلام فرید صاحب امام الصلوٰۃ جامع مسجد شیرانوالہ لاہور کے اسمائے گرامی قابلِ ذکر ہیں (عثمان غنی)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

امابعد:- حضرتِ عالی مقام، اکابر علماءِ کرام۔ حاضرین باتمکین و معزز خواتین! اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہمارا درسِ قرآن آج چار سال مکمل کرکے پانچویں سال میں داخل ہوچکا ہے۔ اس خوشی کے موقع پر ہم اپنے ربِّ کریم کی بارگاہِ عالیہ میں ہدیۂ تشکر پیش کرتے ہیں۔ ہم جب اپنی حقیقت پر غور کرتے ہیں تو اپنے آپ کو قطعاً کسی قابل نہیں پاتے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی انعام ہے کہ وہ دینِ مبین کا اتنا اونچا کام ہم جیسے بے علم لوگوں سے لے رہا ہے۔ بیرونی مقامات میں لوگ ہمارے متعلق بہت اونچے اونچے تصورات قائم کئے ہوں گے کہ واہ کینٹ میں ایک بہت بڑا ادارہ ہوگا جس میں بہت بڑے ذی علم اور دانشور جمع ہوں گے حالانکہ یہاں پر نہ کوئی ادارہ ہے نہ دانشکدہ — ہاں اتنا ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کو ایسے بلند مرتبہ بزرگوں سے وابستہ کر دیا جن کی علمی اور عملی حیثیت مسلم ہے

حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی صاحب نے آج سے چار سال قبل جو درس قرآن حکیم یہاں شروع فرمایا تھا وہ خدا کے فضل سے اب سورۂ حجر تک پہنچ چکا ہے — گزشتہ سال سورت ہود شروع ہوئی تھی۔ جو پانچ ماہ میں مکمل ہوئی — مارچ اور اپریل میں سورت یوسف پر درس ہوا، ماہ مئی میں سورۂ رعد شروع ہوئی جو اگست تک چلتی رہی — گزشتہ دو مہینوں یعنی ستمبر اور اکتوبر میں سورت ابراہیم ختم ہوئی اور آج الحمد للہ سورت حجر کا آغاز ہوا۔

گزشتہ سال کے درس قرآن کے مجموعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے ایڈیٹر ہفت روزہ خدام الدین نے مندرجہ سطور رقم کیں:-

"یہ درس شروع ہوئے تین برس کا عرصہ گزر چکا ہے اور محترم جناب خوشی محمد صاحب کے بنگلہ واقع جامن روڈ پر ہر ماہ کے آخری انوار کو باقاعدگی سے ہوتا ہے، جس میں دور دور سے لوگ شامل ہوتے ہیں۔ اور حضرت قاضی صاحب مدظلہ کے مواعظ حسنہ سے مستفیض ہوتے ہیں۔ اس مجموعہ کے صفحہ ب پر واہ آرڈننس فیکٹری کے چیئرمین محترم میجر جنرل فضل مقیم خاں صاحب ستارۂ پاکستان ستارۂ قائد اعظم، تمغۂ جنگ کی رائے گرامی بھی اس امر کی شہادت دیتی ہے کہ یہ درس حد سے زیادہ مقبول ہے اور قاضی صاحب کی علمی و روحانی خدمات بار آور ہو رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت قاضی صاحب محترم کو، جو علم و عمل کے پیکرِ مجسم ہیں، تادیر سلامت رکھے اور یہ سلسلۂ فیض تا ابد جاری رہے۔ آمین، ثم آمین"۔

ہمارے واجب الاحترام چیئرمین میجر جنرل فضل مقیم خاں صاحب ستارۂ پاکستان، ستارۂ قائد اعظم، تمغۂ جنگ کی جس تقریظ کا حوالہ دیا گیا ہے اُس کے الفاظ یہ ہیں:-

"محترم قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب نومبر ۱۹۶۴ء سے واہ کینٹ میں باقاعدگی کے ساتھ درس قرآن دے رہے ہیں۔ ہر ماہ کے آخری انوار کو یہ درس صبح دس بجے سے گیارہ بجے تک ہوتا ہے۔ آہستہ آہستہ اس درس سے مستفید ہونے والوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اب یہ کافی ہر دلعزیز ہوگیا ہے قاضی صاحب کے اس درس سے مرد عورتیں اور نوجوان سب ہی فائدہ اٹھاتے ہیں۔ قاضی صاحب اس دینی خدمت کا کوئی صلہ وصول نہیں کرتے اس لئے اس بے لاگ درس و تدریس کا بہت ہی اچھا اثر پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس خدمت کے لئے جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین"۔

آج تک الحمد للہ چار سالوں کے چار مجموعے چھپ چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

اس درس کی مقبولیت کے پیش نظر بزم تبلیغ و اشاعت قرآن سنٹرل ٹیلی گراف کالونی، راولپنڈی صدر کے زیر اہتمام بھی ماہ اپریل ۱۹۶۸ء سے ہر ماہ آخری انوار تین بجے بعد دوپہر حضرت قاضی صاحب کا درس جاری ہے

سال رواں کے ماہ جون کی ۲۱ تاریخ کو ہمارے اس درس کے ایک مقتدر اور محبوب رکن جناب محمد اکرم خاں صاحب کا عنفوان شباب میں انتقال ہوگیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم ہمارے بہترین مشیر اور معاون تھے۔ اس مبارک اجتماع میں ہم اُن کے لئے دعا گو ہیں کہ اللہ رب العزت اُن کو درجاتِ عالیہ اور اُن کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

گزشتہ سال روزنامہ پاکستان ٹائمز نے لکھا تھا:-

"MONThLy DARS-E-QURAN IS HELD UNDER THE CHAIRMANSHip OF PROFESSOR QAZI ZAHID-UL-HUSSAINI OF THE GOVT DEGREE COLLEGE CAMPBELLPUR. THESE DARS SESSIONS ARE VERY PAPULAR AND INVARIABLY WELL ATTENDED. ENCOURAGED By THIS RISPONSE THE ORGANESERS HAVE NOW DECIDID TO HOLD HADITH LESSONS AS WELL. THE MOVE HAS BEEN APPRECIATED By THE FAITHFUL. HAZRAT MOULANA OBEIDULLAH ANWR OF LAHORE WILL INAUGURATE THE DARS-E-HADITH"

چنانچہ حضرت اقدس مولانا عبید اللہ انور مدظلہ نے درس حدیث کا افتتاح گزشتہ سال جس حدیث سے فرمایا تھا وہ مشکوٰۃ شریف کی سب سے پہلی حدیث انما الاعمال بالنیات بروایت امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھی۔ اس کے بعد مشکوٰۃ شریف کی صرف تین حدیثیں قاضی صاحب نے پورے سال میں ختم کیں بارہ درسوں کا مجموعہ ۲۲۴ صفحات پر پھیل گیا اور آج الحمد للہ "انوار الحدیث" کے نام سے چھپ کر بھی آگیا ہے اللہ تعالیٰ شرفِ قبول سے نوازے۔

تین ماہ تک باب الایمان کی حدیث بروایت حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلتی رہی جس میں حضرت جبرئیل علیہ السلام سائل کی حیثیت سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایمان، اسلام اور احسان کی

تشریح پوچھی اور حضورؐ کے ہر جواب باصواب پر صَدَقْتَ کہتے رہے حتّٰی کہ اُن کے چلے جانے کے بعد حضورؐ نے صحابہ کرام سے فرمایا "یہ جبریلؑ تھے جو تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔"

اس کے بعد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے باب الایمان کی مشہور حدیث اَلْاِیْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ شُعْبَةً فَاَفْضَلُهَا قَوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَدْنٰهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِیْقِ وَالْحَیَآءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ پر درس ہوا۔

تیسری حدیث جس پر بقیہ چار ماہ درس جاری رہا وہ بروایت حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھی۔ حضرت معاذؓ نے حضورؐ سے عرض کیا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِیْ بِعَمَلٍ یُّدْخِلُنِی الْجَنَّةَ وَیُبَاعِدُنِیْ مِنَ النَّارِ یعنی اے اللہ کے رسولؐ! مجھے آپؐ ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت میں داخل کردے اور جہنم سے دور رکھے — حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اے معاذ! تونے ایک امرِ عظیم کے متعلق سوال کیا، یہ اُس کے لئے آسان ہے جس پر خدا آسان کردے" — پھر حضورؐ نے ارشاد فرمایا "اے معاذ! تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهٖ شَیْئًا، اللہ کی بندگی کرتا رہ اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرا، وَتُقِیْمُ الصَّلٰوةَ، اور نماز قائم کر، وَتُؤْتِی الزَّکٰوةَ، اور زکوٰۃ دیا کر مال کی، وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ، اور رمضان کے روزے رکھا کر، وَتَحُجُّ الْبَیْتَ، اور بیت اللہ کا حج کیا کر" — پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذؓ کو فرمایا "میں تجھے نیکی کے دروازے بتاؤں؟" — حضورؐ نے فرمایا "اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ، روزہ ڈھال ہے، وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِیْئَةَ کَمَا یُطْفِئُ الْمَآءُ النَّارَ، صدقہ گناہوں کی آگ کو اس طرح بجھا دیتا ہے جیسے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے"۔ یہ اُس حدیث کے چند ٹکڑے تھے جو تبرکاً پیش کردیئے گئے ورنہ حدیث لمبی ہے — اس کی تشریحات حضرت قاضی صاحب کے اندازِ بیان میں "انوار الحدیث" میں لکھ دی گئی ہیں۔

ہمارے حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب لاہوری نور اللہ مرقدہٗ کا ارشادِ گرامی ہے: "کھرا عالم وہ ہے جس کے دائیں ہاتھ میں قرآن ہو اور بائیں ہاتھ میں حدیث خیر الانام علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہو — ان دو نوروں کی روشنی میں خود چلے اور ہمیں چلائے — سو الحمد للہ یہ ہم اہالیان واہ کینٹ پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے کہ ہم ہر ماہ ایسے عالم دین کے باسند ارشادات سنتے ہیں جو قرآن مجید اور حدیث نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سامنے رکھ کر اُن کی تلاوت کرتا ہے اور حسب توفیق اُن کی تشریحات و توضیحات کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے بصمیمِ قلب دُعا ہے کہ حضرت موصوف اسی طرح یہ سلسلہ چلاتے رہیں اور ہم سب بھی اُن کے علوم و فیوض سے جرعہ نوشی کرتے رہیں۔ آمین —

(احقر الانام محمد عثمان غنی خادم درس قرآن و حدیث)

کلمات دعا و برکت

(۱) جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہٗ العالی نے مندرجہ ذیل کلمات دعا و برکت درج رجسٹر فرمائے:-

"گزشتہ چند برسوں کی طرح اس مرتبہ بھی تقریب درس قرآن حکیم کی مبارک و پاکیزہ سالگرہ کے موقع پر واہ کینٹ میں حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ یہاں آکر پہلے سے دو چند مسرت اور شادمانی حاصل ہوتی ہے کہ اس دَورِ زندقہ و الحاد میں جب کہ ہمارے ملک کے اطراف و جوانب سے حق و صداقت اور دینِ متین کی تعلیم و تدریس اور تبلیغ کی بجائے کفر و شیطنت کی جو بادِ صرصر چلتی نظر آرہی ہے، اس گمراہ کُن اور ہمت شکن فضا میں واہ کینٹ کی سنگلاخ سرزمین کے اولو العزم، بیدار مغز عصری علوم کے تعلیم یافتہ حضرات سے بجائے ان مخالفِ اسلام عصری تقاضوں کو مزید ہوا دینے کے حق تعالیٰ ان سے قال اللہ اور قال الرسول کی قابل صدر شک خدمت لے رہے ہیں۔ اَللّٰهُمَّ زِدْ فَزِدْ وَبَارِكْ

میں ایک نالائق و ناکارہ طالب علم ہونے کی حیثیت سے جب یہ دیکھتا ہوں کہ دراصل یہ کام مجھ سے خادم کا تھا لیکن اکثر نوجوانوں کی صلاحیتیں، اُن کی توانائیاں اور روپیہ پیسہ بجائے کسی نیک کام میں صرف ہونے کے عموماً زندقہ اور الحاد کی ہواؤں کو مزید تیز و تر کرنے میں معاون ثابت ہو رہی ہیں، سو کیوں نہ ہم اس فضا میں اُن نوجوانوں کو خراج تحسین پیش کریں اور فراخ حوصلگی سے انہیں داد دیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے دامے، درمے، قدمے، سخنے ہر طرح اپنی محنت اور مشقت کی کمائی کو راہ خدا میں نچھاور کرنے کی توفیق سے نوازا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے مجھ حقیر پُر تقصیر کی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس خدمت قرآن کی نہ صرف یہ کہ تا زیست ہمارے ان جواں ہمت جواں سال ساتھیوں کو بڑھ چڑھ کر توفیق عطا فرمائیں بلکہ حق تعالیٰ ان کو آئندہ نسلوں کو بھی اس کارِ خیر کو چار دانگِ عالم میں پہنچانے کی توفیق ارزانی فرمائیں

ع این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد"

(دستخط) احقر عبید اللہ انور ۲۵ر شعبان ۸۸ھ ۱۷ر نومبر ۶۸ء

(۲) حضرت مولانا عبد الحق صاحب مدظلہٗ مہتمم و شیخ الحدیث دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک نے مندرجہ ذیل تاثرات لکھے:- بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ و کفیٰ و سلامٌ علیٰ عبادہِ الذین اصطفیٰ آج مورخہ ۲۵ر شعبان المعظم ۱۳۸۸ھ مطابق ۱۷ر نومبر ۱۹۶۸ء کو خداوند کریم نے واہ کینٹ کے درس قرآن و حدیث میں شرکت کا موقع عطا فرمایا۔ الحمد للہ کہ اس درس کے منتظمین کے خلوص کی وجہ سے درس سے مستفید ہونے کے لئے دور دراز سے لوگ حاضر ہوتے۔ حضرت علامہ قاضی زاہد الحسینی دامت برکاتہم کی للّٰہی مساعی اشاعت و تبلیغ دین کے نتائج ظاہر ہو رہے ہیں۔ اور برادرم الحاج محمد عثمان غنی صاحب کے عشق و جذب جو درس قرآن کے ساتھ ہے۔ جس کی وجہ سے واہ کینٹ مورد انوار رحمت بن رہی ہے، اس دَور میں ان کی یہ مساعی رب العزت قبول فرماوے اور قرآن مجید کے انوار و برکات سے ان کو اور تمام اس علاقہ کے رہنے والوں کو مالا مال فرماوے۔ خدام قرآن کے درجات سے رب العزت انہیں فائز فرماوے"۔ (دستخط) عبد الحق مہتمم دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

(۳) حضرت مولانا بشیر احمد صاحب پسروری مدظلہٗ نے مندرجہ دعائیہ جملے رقم فرمائے:-

"الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہٗ، ولا نبوۃ بعدہ، لا رسول بعدہ ولا رسالۃ بعدہ،۔ اما بعد۔ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ و بارک وسلم نے بوقت وفات وصیت میں ارشاد فرمایا۔ کہ میں دو بڑی وزن دار و با عظمت چیزیں امت میں چھوڑ چلا ہوں۔ (۱) قرآن مجید، اللہ تعالیٰ کی کامل کتاب، اور (۲) قرآن مجید کا مفصل علمی بیان اور احکام کا عملی سرمایہ اپنی سنت۔ قرآن مجید اور اس کے مفصل علم، مکمل عملی نمونہ اور ان دونوں کی بے انتہا کوشش اور کمال محبت سے حفاظت اور اچھی طرح اشاعت کرنا۔ الحمد للہ کہ اس آبادی میں حاجی صاحب محترم خوشی محمد صاحب اور محترم محمد عثمان غنی صاحب کی حسن سعی سے سلطان الاولیاء شیخ التفسیر حضرت الحاج شیخ طریقت مولانا احمد علی صاحب نور اللہ مرقدہٗ

کے معمول اور مسلک پر اُن کے خلیفہ مجاز حضرت جناب قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب قرآن مجید اور حدیث شریف کا درس دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اس مبارک سلسلہ کو قائم دائم رکھے اور تمام معاونین، سامعین کو سعادت عظیم مرحمت فرمائے آمین، ثم آمین۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ و اصحابہ وسائر من تبعہٗ الیٰ یوم الدین"

(دستخط) افقر الخلق الی الصمد بشیر احمد نقشبندی قادری، یکے از خدام آستانہ عالیہ قادریہ

(۴) حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب نے مندرجہ ذیل تحریر عطا فرمائی:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔ اَلْمَرْءُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِہٖ۔ انسان اپنے دلی دوست کے طرز عمل کو اختیار کر لیا کرتا ہے اس لئے خوش بخت وہ انسان ہے جس کو اس دار عمل میں دیندار، دین پسند اور مخلص محسن خلیل مل جائیں۔ الحمد للہ میں گنہ گار بھی اپنے آپ کو اِس خوش قسمت زمرہ کا ایک فرد سمجھتا ہوں مجھ جیسے ناکارہ اور بے عمل انسان کو آج رب کریم نے خادم قرآن وحدیث کی حیثیت سے احباب میں شناسا کیا اور اکابر کی نظروں میں محبوب کیا۔ یہ سب ان دوستوں کی مجلس اور حسن نیت، نیک عمل کی برکت ہے۔ اگر یہ حضرات یہاں اس درس کا اہتمام نہ فرماتے تو نہ یہ محفلیں قائم ہوتیں اور نہ ہم ان اکابر کی زیارت کا شرف حاصل کرتے۔

میں اس درس کے متعلق کیا رائے دے سکتا ہوں۔ میں اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اُس نے اس خدمت کے لئے توفیق دی اور ان رفقاء کار کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے جانی، مالی، ذہنی اور ہر طرح کی اس دَور میں بے نظیر قربانی دے رکھی ہے خصوصاً اپنے محترم بھائی الحاج محمد عثمان غنی دامت برکاتہم کا شکر گزار ہوں جن کو درس قرآن مجید اور درس حدیث سے عشق ہے اور یہ عشق بھی جذب کی نوعیت کا ہے کہ وہ اس درس کے سلسلہ میں کسی بات کی پرواہ نہیں کرتے اللّٰھم بارک وزد فزد۔ اسی طرح اپنے حبیب محترم الحاج خوشی محمد صاحب کا بھی سپاس گزار ہوں کہ انہوں نے ۱۵ جامن سٹریٹ کو قرآن منزل بنانے کے لئے ہر قسم کی قربانی کو قبول فرمایا ہوا ہے۔ درس قرآن کے دن ان کا گھر عید کا منظر پیش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس محبت اور عقیدت کو قبول فرمائے۔ اسی طرح دوسرے تمام دوستوں کا شکر گزار ہوں جن کی نظر نے اس گنہ گار کو دلبر بنا دیا۔ وباللہ الموفق۔

(دستخط) قاضی محمد زاہد الحسینی ۲۵ شعبان ۱۳۸۸ھ ۱۷ر نومبر ۱۹۶۸ء بروز اتوار

بقیہ: امام ولی اللہ دہلویؒ

جھگڑے مٹا سکے یہ بین الاقوامی نظام ایک طرف خدا شناسی کے اصول پر عمل کرے اور دوسری طرف صحیح معاشی اصول پر قائم ہو۔ قرآن حکیم ایسے ہی عادلانہ نظام کا داعی ہے۔ اور قرآنی اصولوں پر قائم ہونے والی جماعت کا نصب العین اسی قسم کے بین الاقوامی نظام کی تعمیر ہے۔ اس کی شکل یہ ہوگی کہ ہر قوم یہ نظام اپنے اپنے اندر نافذ کر کے ایک بین الاقوامی مرکز کے ساتھ وابستہ ہو جائے گی، جس میں قرآن ہی کا عادلانہ قانون فائق ہوگا۔

۲۵۔ تمام مادی اشیاء کی اصل مادہ ہے اور مادہ کی اصل قوتِ مثال ہے جو غیر مادی چیز ہے اور یہ دونوں ایک دوسرے میں تبدیل ہو سکتے ہیں۔ یعنی قوتِ مثالی متجسم ہو کر مادہ بن جاتی ہے اور مادہ پھٹ کر پھر قوت مثالیہ بن جاتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ مادہ اور قوت (MATTER & ENERGY) اصل میں ایک ہیں۔ بلکہ امام صاحب لکھتے ہیں کہ ہمارے نزدیک زمان و مکان اور مادہ (TIME, SPACE & MATTER) ایک ہی چیز ہیں۔

۲۶۔ مادی اشیاء کے علاوہ کائنات میں غیر مادی قوتیں بھی ہیں۔ ان تمام مادی اشیاء اور غیر مادی قوتوں کی اصل ایک ہے یا دوسرے لفظوں میں مادہ اور روح کی اصل ایک ہے۔ اسے امام صاحب "وحدت الوجود" کہتے ہیں یعنی تمام مادی و غیر مادی موجودات کا مرکز اور منبع ایک ماننا۔ باقی تمام حکماء مادہ اور روح کو الگ مانتے رہے ہیں اور انہیں ایک اصل سے نکلا ہوا ثابت نہیں کر سکے۔ یہ وہ حقیقت ہے جس کا انکشاف افلاطون اور ارسطو سے لے کر حضرت امام صاحب تک کسی نے نہیں کیا تھا۔

۲۷۔ ذاتِ واجب الوجود جسمیت سے منزہ اور پاک ہے۔ انسانی حواس اس کا ادراک نہیں کر سکتے۔ پھر ہم اس ذات سے کیسے تعلق پیدا کر سکتے ہیں؟ اُسے کیسے دیکھ سکتے ہیں؟ اور اسے کیسے سُن سکتے ہیں؟ امام صاحبؒ کے تصوف کا کمال یہ ہے کہ وہ یہ باتیں مسئلہ تجلّی کے ذریعے سمجھا دیتے ہیں۔ اُن کا کہنا یہ ہے کہ تجلّی الٰہی ایک طرح سے ذاتِ الٰہی کا عین ہی ہوتی ہے۔ جب ہم تجلّی سے تعلق پیدا کر لیتے ہیں تو ہمارا یہ کہنا صحیح ہوتا ہے کہ "ہم اللہ تک پہنچ گئے" چونکہ ہماری عقل اور ہمارے حواس باطنہ اس تجلّی کا ادراک کر سکتے ہیں۔ اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں، کہ "ہم نے اللہ تعالےٰ کو دیکھا" یا "اس کی بات سنی"۔ انبیاء علیہم السلام اسی طریقے سے تعلق باللہ کی تشریح کرتے ہیں وہ اپنے پیروؤں کو بھی یقین دلاتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ان کے بتائے ہوئے راستے پر چلے۔ اور ان کے طریقے پر اپنی ذات کی تکمیل کر لے تو وہ اللہ تعالےٰ کو "دیکھ" بھی سکتا ہے اور "سُن" بھی سکتا ہے۔

مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کا واہ کینٹ میں درسِ قرآن

منعقدہ ۲۴ ستمبر ۱۹۶۷ء

مرتبہ محمد عثمان غنی بی اے

(سورت یونس، رکوع ۱ - آیت ۷ تا آیت ۱۰)

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَ رَضُوْا بِالْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَاطْمَاَنُّوْا بِھَا وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ اٰیٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ۙ اُولٰٓئِکَ مَاْوٰھُمُ النَّارُ بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ یَھْدِیْھِمْ رَبُّھُمْ بِاِیْمَانِھِمْ ۚ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھِمُ الْاَنْھٰرُ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ۝ دَعْوٰھُمْ فِیْھَا سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ وَ تَحِیَّتُھُمْ فِیْھَا سَلٰمٌ ۚ وَ اٰخِرُ دَعْوٰھُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ ع صدق اللہ العلی العظیم۔

میرے محترم بھائیو، بزرگو اور عزیزو! اللہ تعالےٰ کا بے انتہا شکر ہے کہ اُس نے آج پھر ہمیں اپنا کلام سننے اور سنانے کے لئے جمع فرمایا۔ اللہ تعالیٰ عمل کی بھی توفیق عطا فرمائیں۔

آج آپ کا اور میرا اکٹھا ہونا، درسِ قرآن کی برکت، اللہ تعالےٰ کا خصوصی انعام اور قرآن مجید کا ایک اعجاز ہی سمجھ لیجئے۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں آج بسوں کی ہڑتال ہے۔ ہم کیمبلپور سے نکلے ہیں تو پتہ ہی نہیں تھا۔ اڈے پر پہنچے تو بس کوئی نہیں۔ گاڑی کا وقت دیکھا تو عوامی ریل آٹھ بج کر پانچ منٹ پر چلی جاتی ہے ہم آٹھ بج کر پانچ منٹ پر بلکہ اس سے بھی بعد اڈے سے سٹیشن پر چلے گئے۔ معلوم ہوا کہ گاڑی آج لیٹ ہے۔ اللہ تعالےٰ نے احسان فرمایا۔ عوامی میں بیٹھے تو ٹیکسلا میں اُترے، پھر ٹیکسلا سے تانگہ پکڑا اور حاضرِ خدمت ہو گئے۔ اللہ تعالےٰ اس تگ و دو کو اپنے دین کے لئے قبول فرمائیں۔

معلوم ہوتا ہے اللہ تعالےٰ قرآن کی راہ میں جو مشکلات آئیں اُن کو خود بخود دُور فرما دیتے ہیں۔ اللہ دنیا میں، قبر میں اور قیامت میں مجھے بھی اور آپ کو بھی قرآنی تعلیمات کے ساتھ منسلک ہونے کی سعادت نصیب فرمائے۔

میرے بھائیو! پہلی آیات میں اللہ تعالےٰ عزّاسمہٗ نے اپنی وحدانیت کے چند دلائل بیان فرمائے ہیں اور ایسے دلائل جو بالکل واضح اور بیّن ہیں۔ جیسے کہ رات اور دن کا اختلاف اور پھر فرمایا کہ وَمَا خَلَقَ اللّٰہُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ زمین اور آسمان میں جو کچھ بھی اللہ نے پیدا کیا، یہ ہر ایک چیز اللہ تعالےٰ کی وحدانیت پر دلیلِ بیّن ہے لیکن بات صرف اتنی ہے اُن لوگوں کے لئے جو اللہ سے ڈرنے والے ہوں جو یہ چاہتے ہوں کہ ہم اللہ تعالےٰ کا قرب حاصل کریں۔ اللہ تعالےٰ کے ساتھ ہمارا قرب اور تعلق قائم ہو جائے، ان کے لئے تو کسی قسم کی دلیل اور لمبی بحث کی ضرورت نہیں وہ کائنات کی کسی چیز کو بھی دیکھ کر، جیسا کہ قرآن مجید میں آتا ہے وَفِیْٓ اَنْفُسِکُمْ ۭ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝ (الذاریات ۲۱) تمہاری اپنی زندگی میں، تمہارے اپنے بدن میں، میرے وجود کے اور میری وحدانیت کے دلائل ہیں۔ اگر تم دیکھو، غور و فکر کرو تو تم مجھے سمجھ سکتے ہو۔ اللہ تعالےٰ کو سمجھنے کے لئے، ایمان باللہ کے لئے، کسی بڑی دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔ انسان ذرا بھی غور و فکر سے کام کرے، ذرا بھی سمجھ پیدا کرے تو اللہ تعالےٰ پر ایمان لانے کے لئے اس کو اس کی طبیعت، اس کی فطرت، اس کے حواس اس کو مجبور کر دیتے ہیں کہ وہ مان لے کہ اللہ تعالےٰ عزاسمہٗ موجود ہے۔ یہی وجہ ہے قرآن مجید نے آفاقی دلائل میں اُن چیزوں کو بیان فرمایا جو بالکل بیّن اور روشن ہیں، کہیں تو فرمایا۔ اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَی الْاِبِلِ کَیْفَ خُلِقَتْ ۝ (الغاشیہ ۱۷) کیا یہ لوگ اونٹ کو نہیں دیکھتے کہ ہم نے اونٹ کو کیسے پیدا کیا؟ اب عرب اونٹ سے واقف ہیں اگر یہ فرما دیتے کہ گینڈے کو جا کر دیکھو۔ تو عرب میں تو گینڈا نہیں ہوتا، وہ کہاں افریقہ کے جنگلوں میں جاتے۔ اللہ تعالےٰ نے بیّن دلیل بیان فرما دی۔ اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَی الْاِبِلِ کَیْفَ خُلِقَتْ ۝ اور پھر اگر اونٹ کو دیکھتے ہیں، سمجھنے میں کچھ اشکال ہو، علم الحیوانات میں پڑھ سکتے ہو۔ یا اگر تم کہتے ہو کہ اس میں کچھ باریکیاں مزید نہیں تو وَاِلَی السَّمَآءِ کَیْفَ رُفِعَتْ ۝ تم آسمان کو ہی دیکھ لو۔ اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ آسمان تک تمہاری رسائی کیسے ہو، ہوائی جہاز کوئی نہیں، راکٹ کوئی نہیں۔ فرمایا۔ وَاِلَی الْاَرْضِ کَیْفَ سُطِحَتْ ۝ زمین کو ہی دیکھو۔ یعنی دلائل ایسے بیّن فرما دئے کہ ان دلائل کو ڈھونڈنے میں، سمجھنے میں انسان کو کسی قسم کی کاوش نہیں کرنی پڑتی۔ یہی وجہ ہے۔

میرے بزرگو! کہ اللہ تعالےٰ پر ایمان لانے کا جو طریقہ ہے یہ عقیدہ فطرتی ہے یعنی سمعی نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ عزاسمہٗ کے سامنے ایک آدمی یہ عذر پیش کرے کہ یا اللہ! تو نے مجھے فلپائن کے جزائر میں یا افریقہ کے یا ویسے صحرائی علاقہ میں پیدا فرمایا جہاں میرے پاس کوئی بھی انسان نہیں پہنچا، میں نے کسی کو بھی نہیں دیکھا، نہ مجھے یہ پتہ ہے کہ نبی کون ہوتا ہے قیامت کیا ہوتی ہے، مجھے کچھ علم نہیں، مجھے کوئی بھی نہیں ملا، میں نے کسی بندے بشر کو نہیں دیکھا، تو اس لئے اے میرے اللہ! میں معذور تھا، اس لئے میں تجھے نہیں

مان سکا۔ میں تجھ پر ایمان نہ لایا۔ تو ہمارے علم کلام کا مسئلہ ہے۔ کہ اس عذر پر اللہ تعالےٰ اس کو معاف نہیں فرمائیں گے۔ اس لئے کہ اللہ تعالےٰ کا ماننا۔ یہ سمعی نہیں ہے بلکہ یہ عقلی بھی ہے۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ○ (الرعد ۴) فرمایا کہ عقل والے، سمع بصر والے غور و فکر والے اس بات کو سمجھ سکتے ہیں کہ رب العالمین موجود ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی وحدانیت پر ایمان لانے کے لئے کسی لمبی دلیل کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اس پر میں اپنے پہلے کسی درس میں چند مثالیں بھی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ عنہم کی عرض کر چکا ہوں۔

آج جو آیات تلاوت کی گئی ہیں ان میں اللہ تعالےٰ نے اس قدر بیّن اور واضح حقیقت سے اعراض کی وجہ بیان فرمائی کہ اصل میں بات یہ ہے کہ کچھ لوگ اس مادی دنیا میں آکر اس قدر مادہ پرست ہو جاتے ہیں کہ وہ اللہ تعالےٰ کی حقیقت کی طرف دھیان ہی نہیں دیتے۔ وہ اپنی دنیاوی خواہشات میں اس قدر ملوث ہو جاتے ہیں پھنس جاتے ہیں کہ ان کے سامنے نہ تو قیامت کا مسئلہ ہوتا ہے نہ اللہ تعالےٰ پر ایمان کا مسئلہ ہوتا ہے، نہ اللہ تعالےٰ کی تلاش کا مسئلہ ہوتا ہے، وہ سمجھتے ہیں کہ بس دنیا ہی دنیا ہے۔ وہ اللہ تعالےٰ کی تمام آیاتِ بیّنات سے اپنے آپ کو غافل پاتے ہیں۔ اس لئے ایسے انسان کے لئے بڑی سے بڑی بھی اگر دلیل پیش کر دی جائے وہ کبھی بھی ماننے والا نہیں بنتا۔

اس آیت میں میرے بزرگو! اللہ تعالیٰ عزاسمہٗ نے اسلام کے نظریۂ حیات کی حکمت اور نظریۂ حیات کا جوہر بیان فرمایا۔ اس کو سمجھنے سے پہلے یوں عرض کیا جا سکتا ہے کہ حضورِ انور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے دنیا میں دو قسم کے نظریات تھے۔ ایک نظریہ تو یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کو پانے کے لئے، اللہ تعالیٰ تک رسائی کے لئے، اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے ترہّب کو اختیار کیا جائے، نہ تو بیوی ہو نہ بچے ہوں، نہ مال ہو نہ دولت، نہ گھر ہو نہ گھاٹ، پہاڑوں کی غاروں میں جا کر چھپ جائے، پودوں کے نیچے بیٹھ جائے، انسانیت سے دور وحشت کی زندگی اختیار کر لے تو وہ شاید خدا کو پالے، ایک تو نظریہ یہ تھا۔

دوسرا نظریہ یہ تھا کہ (نعوذ باللہ) اللہ تعالےٰ کی حقیقت ہے ہی کوئی نہیں۔ یہ کائنات یونہی آئی ہے اور یونہی جائے گی۔ نہ کوئی دارالعمل ہے، نہ کوئی دارالجزاء ہے، کھاؤ پیو اور عیش کرو دنیا اسی طرح چلتی رہے گی اور اسی کا نام دنیا ہے۔ (باقی آئندہ)

دارالعلوم عثمانیہ کی تعلیمی سرگرمیاں

راولپنڈی کی مشہور دینی درسگاہ دارالعلوم حنفیہ عثمانیہ ریسٹ ہاؤس محلہ ورکشاپی ایک عرصے سے مسلمانان راولپنڈی اور گرد و نواح کی دینی، تبلیغی تعلیمی اور تدریسی خدمات انجام دے رہی ہے۔ مغربی پاکستان کے مختلف اضلاع کے علاوہ دور افتادہ علاقوں سے تشنگان علوم اسلامیہ کی کثیر تعداد شب و روز حصول تعلیم میں مصروف و مشغول رہتی ہے۔ دارالعلوم میں وفاق المدارس العربیہ کے مجوزہ نصاب کے مطابق تعلیم دی جاتی ہے۔ آٹھ اساتذہ کی نگرانی میں دو سو کے قریب طلباء و طالبات مختلف شعبوں میں زیر تعلیم ہیں۔ امسال دورہ حدیث شریف کا سالانہ امتحان مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کے شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خاں صاحب نے لیا۔ دورہ میں شریک تمام طلباء کامیاب ہوئے۔ قاری محمد شریف قصوری نے بخاری شریف میں سب سے زیادہ نمبر لے کر نمایاں کامیابی حاصل کی۔ شرکاء دورہ کی سو فیصد کامیابی سے جہاں مہتمم دارالعلوم عثمانیہ مولانا قاری محمد امین صاحب کی تدریسی قابلیت اور انتظامی صلاحیت کی جھلک نمایاں دیکھی جا سکتی ہے وہاں دارالعلوم کے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرحمٰن شاہ صاحب کا تدریسی تجربہ، انتھک محنت اور علمی دنیا میں منفرد حیثیت نے تعلیمی معیار کو بلند کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ دورۂ حدیث میں داخلہ کے خواہش مند طلباء رابطہ قائم کریں۔

(مہتمم دارالعلوم عثمانیہ محلہ ورکشاپی راولپنڈی)

بقیہ: مجلس ذکر

اللہ تعالیٰ تازیست اسے نبھانے کی توفیق دیں۔ شیطان کے اغوا سے اور اغوائے نفس سے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھیں کہ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْٓءِ (پ ۱۳ س یوسف ع ۷-آیت ۵۳) ہمیشہ وہ غلط راستے کی تلقین کرتا ہے، غلط راستہ سجھاتا ہے۔

ذاکرین کی فضیلت

کتنے ہی ایسے ہیں جو شروع سے الحمدللہ اس نیک جماعت کے زمرے میں آئے اور اب تک زندہ ہیں۔ اور بعض اسی لائن میں وفات پا گئے۔ اور بعض ایسے بھی ہیں جو بھٹک گئے۔ کہ وہ اپنے لئے تسکین اور اپنی لذاتِ دنیوی اور وقتی انتفاع چاہتے تھے، وہ انہیں میسر نہ آیا تو جہاں ان کے سینگ سمائے چلے گئے۔ جیسی جیسی انسان کی نیت، ویسا ویسا پھل، جیسے جیسے انسان ہوتے ہیں ویسے اپنا گروہ اور اپنی جماعت تلاش کر لیتے ہیں ؎

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز
کبوتر با کبوتر باز با باز

چور چوروں کو ڈھونڈ لیتے ہیں، ڈکیت ڈکیتوں کو تلاش کر لیتے ہیں اور عیّار مکّار جو ہیں، جیب کترے وہ جیب کتروں کو اپنا یار اور ساتھی بنا لیتے ہیں۔ سو اس اعتبار سے اللہ اللہ کرنے والوں کی جماعت اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ مقبول ہے، اور یہ سب سے محمود جماعت ہے، سب سے زیادہ مسعود جماعت ہے اور کچھ فرشتے ان کی تلاش میں نکلتے ہیں کہ کہاں ہیں ذاکر۔ اور ایک فرشتہ دیکھ لیتا ہے تو دوسروں کو پکارتا ہے کہ آؤ جس جماعت کی تلاش میں تھے وہ یہ ہے۔ اور پھر وہ اُن کے یہ نیک اعمال خدا تک پہنچاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اُن سے راضی اور خوش ہوتے ہیں اور ان کو انعامات سے نوازتے ہیں۔

صحبت کا اثر

حدیث شریف میں آتا ہے کہ بعض لوگ کسی ذاکر سے ملنے کی انتظار میں ہوتے ہیں لیکن ذاکروں کے اور ان کے درمیان فرشتے حدِّ فاصل قائم کرتے ہیں کہ یا اللہ! یہ تو ذاکر ہیں اور یہ ذاکروں سے ملنے والا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ ذاکروں سے ملنے والوں کو بھی ذاکروں کے ساتھ شامل کر کے ان کو بھی انعامات سے نواز دیتے ہیں ؎

صحبتِ صالح ترا صالح کند
صحبتِ طالح ترا طالح کند

آپ کسی عطار کی دکان پر جائیں، نہ بھی عطر خریدیں خوشبو دماغ میں بس جائے گی، کوئلے کی دکان پہ جائیں نہ بھی کوئلہ اگر خرید و فروخت کریں کپڑوں پر کالک اور میل لگ جانا کوئی بڑی بات نہیں، آپ شرابیوں اور کبابیوں کے ساتھ اٹھیں بیٹھیں، شراب نہ بھی پیتے ہوں لوگ کہیں گے ہو نہ ہو یہ بھی ان کا ساتھی سنگتی ہے، شرابی ہو گا۔ غلط کار نیکوں کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہو تو لوگوں کو گمان یہی ہوگا کہ ہو نہ ہو نیک ضرور ہوگا کہ آخر ان کے ساتھ دل کا تعلق ہے، تو یہ بلاوجہ نہیں ہو سکتا۔ سو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر اور نہیں تو ہم اسی صدقے اگر قبول کر لئے جائیں، معاف کر دئے جائیں تو کوئی بڑی بات نہیں ؎

شنیدم کہ در روزِ امید و بیم
بداں را بہ نیکاں ببخشد کریم

اجتماعی ذکر کے فوائد!!

حضرتؒ نماز با جماعت کا فلسفہ بیان کر رہے تھے۔ فرمانے لگے کہ اکیلے نماز پڑھنے سے مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے سے جو پچیس گنا ثواب بڑھ جاتا ہے اور خانہ کعبہ میں جو ایک رکعت کا ثواب ایک لاکھ گنا ہو جاتا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ مقام کا تقدس ہے۔ جس مقام پر ایک اللہ کا بندہ بھی عبادت کرنے لگ جاتا ہے اللہ کی رحمت برسنے لگ جاتی ہے چہ جائیکہ ازل سے ابد تک وہاں خدا کی عبادت ہی ہو رہی ہے، گناہ کا نام و نشان نہیں، جو جاتا ہے وہ مَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا ط (پ ۴ س آل عمران ع ۱۰-آیت ۹۷) امن میں اپنے آپ کو پاتا ہے، اپنے گناہوں سے اس طرح پاک اور صاف ہو جاتا ہے جس طرح ماں نے اب جنا ہے۔ اور وہاں روزِ ازل سے عبادت ہی عبادت ہے ؎

دنیا کے بتکدوں میں پہلا وہ گھر خدا کا
ہم پاسباں ہیں اس کے وہ پاسباں ہمارا

تو یہ مساجد اسی خانہ کعبہ ہی کی بیٹیاں ہیں، اسی کے اثرِ قدم پر بنائی گئی ہیں، اسی کے رُخ پر متوازی تعمیر کی گئی ہیں یہاں آ کر جو ذکر اللہ کرتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں، ظاہر ہے کہ گھر نماز پڑھنے سے ہزار گنا ثواب زیادہ ہوگا اور رمضان میں یہی ثواب نفل کا فرض کے درجے کا اور فرض کا ستر گنا بڑھ جائے گا۔ لیکن حسنِ نیت کے ساتھ حسنِ عمل ہو تو اللہ تعالیٰ اور ابھی بڑھا دیں گے۔ اب اگر انفرادی نماز کوئی انسان پڑھے تو ثواب کم، اجتماعی پڑھے تو زیادہ، حضرتؒ اس کا فلسفہ یہ بیان فرما رہے تھے کہ آپ دیکھتے ہیں پھل اور سبزیاں نیلام ہوتی ہیں۔ ان میں اوپر اچھی، نیچے کچی، گلی سڑی لگی ہوتی ہیں۔ لے جانے والے ہمیشہ جا کے الگ کر کے دام الگ متعین کرتے ہیں کہ اچھی چیز کے زیادہ اور خراب چیز کے کم۔ لیکن دینے والے ہر روز جانتے ہیں، خریدنے والے بھی روزانہ اسی طرح خریدتے ہیں اور اسی طرح بیچنے والے بھی بیچتے ہیں۔ حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ جماعت میں اگر اللہ تعالیٰ قبول فرما لیں تو ساری جماعت کو قبول فرما لیں گے، اس میں گنہگار اور غلط کار، کمزور بھی نکل جائیں گے اللہ کے نیک بندوں کے صدقے۔ میں یہ سمجھتا ہوں یہ جو اجتماعی ذکر ہے کوئی پتہ نہیں کون گنہگار ہے، کون اللہ کے نزدیک مقبول بارگاہِ الٰہی ہے، ان مقبولانِ بارگاہِ الٰہی کے صدقے دوسرے بھی نکل جائیں گے۔

نفلی عبادات

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دین میں اعلیٰ کو دیکھے

دنیا میں ادنیٰ کی طرف دیکھے۔ مثلاً ہم نے تو ایک حج کیا، فلاں کو اللہ نے ایک چھوڑ ایک فرض اور تین چار، پانچ نفلی اور ہر سال نفلی حج کی توفیق دے دی۔ ہمیں اللہ نے اس سے زیادہ دولت دے دی ہم کیوں نہ خود بحضور اللہ تعالیٰ کے حضور ہر سال حاضری دیں۔ یہاں تو ہمارے جو فرائض ہیں اُن پہ خرچ کرنے کے بعد جتنی خدا توفیق دے اتنا خرچ کریں۔ وَفِیْۤ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ (پ ۲۶ س الذاریات رکوع ۱ آیت ۱۹) محتاجوں، اپاہجوں یتیموں، بیواؤں کو دیں اور پھر بھی اللہ تعالیٰ دیں تو نورٌ علیٰ نور، اگر حج یا عمرے کی توفیق ہو۔ دیکھئے نماز رہ جائے تو کس طرح بوجھ ہوتا ہے، پڑھ لیں تو کس طرح طبیعت ہلکی ہو جاتی ہے۔

سو مَیں یہی عرض کر رہا ہوں کہ اس میں دوہرے دوہرے پھل ہیں۔ اسی کو قرآن نے اَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً اجر سے تعبیر فرمایا کہ دنیوی اجر الگ، اخروی الگ، عوام میں الگ آپ کی عزت اور نیک نامی، فرشتوں میں الگ، اللہ تعالیٰ کی الگ خوشنودی اور قبر کے عذاب سے الگ چھٹکارا پائیں گے، جہنم کے عذاب سے الگ بچ جائیں گے تو بتایئے وہی چارمنٹ آپ نے یہاں خرچ کر دیئے، وہی چارمنٹ گپّیں ہانک کے خرچ کر دیتے، وہی آدھ گھنٹہ بھر ذکر میں خرچ ہو گیا، وہی آدھ گھنٹہ آپ کا غفلت میں گذر جاتا، کسی بُرے کام یا کسی غیبت میں گذر جاتا یا کسی شیطانی وسوسے یا خیال ہی میں گذر جاتا۔ وہ بہتر تھا؟ کیونکہ نفس، شیطان تو اکیلا آپ کو بیٹھنے نہیں دے سکتا۔ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ۔ وہ تو بُرے کام کی تلقین کرتا ہے۔ لیکن یہاں بیٹھ کر سب اللہ کی یاد کر رہے ہیں، ذکر کر رہے ہیں، کوئی بُرا نام نہ ہم نے لیا نہ انہوں نے، تو اب بتایئے وہ بہتر تھا یا یہ بہتر ہے؟

استقامت کی تاکید

سو مَیں عرض کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ کو جو یہ نیک اعمال کی توفیق دی ہے تو اللہ تعالیٰ اس میں آگے قدم بڑھانے کی توفیق دیں، رجعت قہقری سے بچایئں، اب یہ جماعت میں کوئی دو سال سے ہیں کوئی پندرہ سال سے ہیں، کوئی بیس سال سے، کوئی تیس سال یا اس سے زیادہ عرصہ سے ہیں۔ ع

پیا جس کو چاہے سہاگن بنائے

سو اس لئے عرض کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو نیکوں کی سنگت اور یاری تازیست نصیب فرمائے اور اللہ تعالیٰ خاتمہ ایمان پر نصیب فرمائے۔ پھر تو یقیناً آپ کامیاب ہیں اور قبر سے ورے ورے شیطان اُدھار کھائے بیٹھا ہے کہ آپ کا ایمان کسی نہ کسی طرح غارت کرے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے بڑے بڑے علماء کے ایمان مجسم ہوتے اور ختم ہوتے دیکھے ہیں۔ بعضوں کو غرورِ علمی لے جاتا ہے، بعضوں کو غرورِ عمل لے جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس غرور و تکبر سے بچائے اور اللہ تعالیٰ جب تک خاتمہ بالایمان فرما نہ دے اس وقت تک دھڑکا لگا ہوا ہے۔ موت کا کوئی پتہ نہیں۔

اولاد کی تعلیم وتربیت

اپنی اولاد کو اللہ والوں کی صحبت میں لے جایئے۔ دین پرست جماعتوں کے ساتھ اپنا رابطہ قائم کیجئے اور اپنے بچوں کو انگلی پکڑ کر مسجد لے جایئے۔ اسی لئے اسی لئے حکم ہے کہ سات سال کے بچوں کو نماز شروع کرائیں، دس سال کے بچوں کو زبردستی پڑھائیں۔ اگر گھٹی میں نماز پڑ گئی، چھوڑے گا نہیں اور اگر آپ نے غفلت کی تو ساری زندگی جو گناہ کرے گا آپ کا بھی اس میں (خدا نہ کرے) حصہ شامل ہو جائے گا۔ اگر خدانخواستہ آپ نے تربیت میں کوتاہی کی تو یقیناً آپ سے بازپرس ہو گی کہ ان بچوں کو جہنم سے بچانے کی کیا تدبیر کی؟ کیونکہ آپ کا فرض ہے قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا ط (پ ۲۸ س التحریم رکوع آیت ۶) خود بھی جہنم سے بچیں، اہل و عیال کو بھی جہنم سے بچائیں اگر آپ نے صحیح راستہ دکھا کر اپنا فرض ادا کر دیا اور انہوں نے کوتاہی کی تو پھر آپ بچ جائیں اور وہ مجرم قرار پائیں گے۔ وہ اگر نیکی کرتے ہیں تو آپ کے لئے صدقۂ جاریہ ہے۔ اور جب وہ سزا پائیں گے تو قرآن میں آتا ہے رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا۔ اے اللہ! انہیں جہنم کی بڑی سے بڑی سزا دے اور ان پر لعنت بھیج اور انہیں پہلے سزا دے، پہلے جہنم میں بھیج ــــ تو خدا نہ کرے، اولاد ایسی ہو۔ اور اگر اولاد نیک ہو گی تو وہ صدقہ جاریہ ہو گی اور دعا کریگی رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۰ (پ ۱۵ س بنی اسرائیل ع ۳۔ آیت ۲۴) اے اللہ! ہمارے ماں باپ پر اسی طرح شفقت و مہربانی فرما جس طرح وہ بچپن میں ہم پر مہربان تھے۔

ہر ایک سے اس کی رعایا کا سوال ہوگا!

آپ مجھ سے سارے اچھے ہیں لیکن چونکہ ڈیوٹی اور فریضہ ہے اس لئے مجھے ادا کرنا پڑتا ہے۔ آپ بھی اپنے اپنے دائرۂ اختیار میں كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ کے بمصداق ذمے دار دار ہیں۔ اپنے بیوی بچوں کی طرف سے، جہاں تک اپنے نوکر چاکر ہیں یا کھیت میں کام کرنے والے یا آپ کے ماتحت ملوں اور کارخانوں وغیرہ میں کام کرنے والے ہیں، آپ کے ماتحت ہیں، ایسے ہی صدر جمہوریہ ساری مملکت کی طرف سے جوابدہ ہے۔ ایک گورنر جہاں تک اس کی حدودِ اختیارات ہیں وہاں تک جوابدہی کے لئے مجبور ہے، کمشنر اپنے حدود میں مجبور ہے، آپ اپنے اپنے دائرۂ اختیار میں مجبور ہیں جواب دینے کے لئے۔ تو آج جواب کی تیاری کریں جب ہی کل دے سکیں گے۔ جس سٹوڈنٹ نے تیاری ہی نہیں کی وہ امتحان میں جواب کیا دے گا؟ تو آپ نے اور ہم نے آج تیاری نہ کی جنت میں جانے کی اور توشۂ آخرت سمیٹے کی تو وہاں جواب کیا دیں گے؟ اس لئے میں ان چند لفظوں کے ساتھ آپ کی سمع خراشی کی معافی چاہتا ہوں اللہ تعالیٰ معاف فرمائیں۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ جب تک زندہ رکھیں اپنی یاد کے ساتھ زندہ رکھیں۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَآ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

جانکاہ حادثہ

ہندوستان سے آمدہ اخباری اطلاعات سے پتہ چلا ہے کہ سیدی و مولائی شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ کے جانشین حضرت مولانا سید اسعد مدنی کے خسر محترم حضرت مولانا حمید الدین رح اور صاحبزادے حافظ محمد ایک حادثہ میں اپنے اللہ کو پیارے ہو گئے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۵

ادارہ خدام الدین کو جو محبت اور تعلق حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔ اس کی بنا پر حضرت مولانا سید اسعد مدنی سے بھی قلبی انس اور رابطہ ہے اور فی الواقعہ وہ حضرت شیخ رح کے مشن کے وارث اور ہماری متاعِ عزیز ہیں اس لئے ان کے صدمہ کو تمام ادارے نے شدت سے محسوس کیا، ان کے غم کو اپنا غم جانا اور دستِ دعا معاً اور بے ساختہ مرحومین کی مغفرت اور بلندئ درجات کے لئے بارگاہِ خداوندی میں اٹھ گئے ــــ اللہ تعالےٰ مرحومین کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے۔ آمین

ادارہ خدام الدین حضرت مولانا سید اسعد مدنی مدظلہٗ اور ان کے خاندان کے غم میں برابر کا شریک ہے اور اُن کے ساتھ خود کو بھی تعزیت کا مستحق سمجھتا ہے ــــ ہماری قارئین خدام الدین سے استدعا ہے کہ وہ مرحومین کے لئے زیادہ سے زیادہ ایصالِ ثواب فرما کر حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے اپنی محبت و عقیدت کا ثبوت دیں اور عند اللہ ماجور ہوں۔

(ادارہ)

ضروری اپیل

(برائے دار العلوم الاسلامیہ (رجسٹرڈ) لاہور)

یہ ایک حقیقت ہے جسے پورا ملک تسلیم کرتا... ہے کہ دار العلوم الاسلامیہ لاہور علم تجوید و قراءت کی پاکستان بھر میں اولین مرکزی اور اپنی نوعیت خاصہ کی واحد درسگاہ ہے۔ اسی درسگاہ کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ یہ حضرت شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی رح کی واحد علمی و روحانی یادگار ہے ۱۳۶۸ھ سے یہ درسگاہ پرانی انارکلی کے علاقہ میں ایک تنگ و تاریک اور مختصر مکان میں مصروف عمل ہے۔ اس درسگاہ کا تعلیمی کام جوں جوں بڑھتا رہا درسگاہوں اور رہائشی کمروں کی تکلیف بھی زیادہ ہوتی چلی۔ بالآخر ملتان روڈ پر دس کنال ایک قطعہ دار العلوم کی مسجد و مدرسہ کی تعمیر کے لئے حاصل کیا گیا اور بعض اہل خیر مخلص حضرات کی ہمت اور اللہ کے فضل و کرم کے سہارے تعمیری کام آہستہ آہستہ جاری کر دیا گیا جو اس وقت اس حد تک پہنچ چکا ہے کہ مسجد کا ہال اور نچلا برآمدہ مکمل ہو چکا ہے۔ اس میں فرش، پلاستر، فیٹنگ بجلی اور دروازے کا کام بھی ابھی باقی ہے جو اہل کرم، مخلص مخیر حضرات کی توجہات کا منتظر ہے اس سلسلہ میں اعانت کی ایک شکل یہ ہے کہ کوئی ایک باہمت شخصیت ان تمام کاموں کی تکمیل کرا دے۔ یا پھر چند باہمت افراد اُٹھ کر ایک ایک کام کی ذمہ داری لے لیں اور یا پھر حسب ہمت جس قدر بھی ہمت ہو اس کام میں اعانت فرمائی جائے اہل خیر اور ذی مقدرت حضرات سے امید ہے کہ اس مبارک ماہ میں اس کار خیر کی طرف فوری توجہ فرمائیں گے۔

علاوہ مدرسہ کا تعمیری کام اس حد تک ہوا ہے کہ دو کوارٹر، رہائشی (اساتذہ کے لئے) اور کچھ کمرے طلباء کی رہائش اور تعلیم کے لئے ہو چکے ہیں جن میں عنقریب نئے سال سے تعلیمی کام جاری کئے جانے کا پروگرام طے ہو چکا ہے مدرسہ کی عمارت میں دار القرآن دار الحدیث، دار التفسیر، دار القرأت، دار التجوید، دار الاقامہ اور دفاتر کے کمروں کی تعمیر بھی ابھی تک اہل خیر کی خصوصی نگاہوں کی منتظر ہے۔

تمام برادران اسلام عموماً اور ذی مقدرت اہل خیر حضرات سے خصوصاً استدعا ہے۔ کہ اس مقدس مہینہ میں زکوٰۃ و صدقات اور عمومی خصوصی خیرات سے دار العلوم کی مسجد اور مدرسہ کی تعمیر میں جس قدر زیادہ سے زیادہ ہو سکے۔ اعانت و امداد سے دریغ نہ فرمائیں واضح رہے کہ اس خالص دینی کام میں آپ کی ہر ممکن امداد سامانِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بر خدمت ذخیرہ آخرت اور وسیلہ نجات ہوگی۔ بحمد اللہ تعالیٰ

دینی تربیت گاہ کا قیام

ہمارے ہاں ایسے اداروں کی بے حد کمی ہے جو بچوں کی دینی یا دنیاوی تعلیم کے ساتھ اُن کو بہتر سے بہتر اسلامی تربیت سے بھی آراستہ کر سکتے ہوں اس اہم اور بنیادی کمی شدت سے محسوس کرتے ہوئے دار العلوم الاسلامیہ کے سربراہ اعلیٰ الحاج قاری سراج احمد صاحب نے طے کیا ہے کہ دار العلوم کی نئی عمارت جو ملتان روڈ پر موضع کھاڑک کے مقابل اور بنز جوس فیکڑی کے قریب واقع ہے اس میں نئے سال سے بچوں کے لئے دینی تربیت گاہ قائم کر دی جائے جس میں بچوں دینی و دنیاوی تعلیم کا معقول تسلی بخش انتظام ہوگا اور اُن کی اخلاقی تربیت پر خاص زور دیا جائے گا۔ سات سال سے ۱۲ سال تک کی عمر والے بچوں کے لئے حسب ذیل کام تجویز کیا گیا ہے۔

(۱) پورا قرآن پاک حفظ با تجوید (۲) موجودہ نصاب کے مطابق پرائمری کی مکمل تعلیم (۳) ابواب سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی مؤثر تعلیم (۴) ارکان اسلام کی تسلی بخش مکمل تعلیم مع حصہ عملی (۵) تبلیغی جماعت کے اصولوں کی عملی ترویج (۶) ابتدائی عربی، انگریزی فارسی کی تعلیم اور حسب خواہش موقعہ ان زبانوں میں تحریری و تقریری مشق

اور بارہ ۱۲ سال سے ۱۸ سال تک کا نصاب بھی رائج کیا جائے گا۔ جس میں علوم عربیہ دینیہ مطابق مطابق درس نظامی و نصاب یونیورسٹی کی تعلیم کے ساتھ ساتھ کم از کم ایف اے تک کی انگریزی تعلیم بھی ضروری ہوگی ۱۳۸۸ھ شوال کی ۶ تاریخ سے اس دینی تربیت گاہ کے لئے بچوں کا داخلہ شروع ہو جائیگا یاد رہے کہ ہر بچہ کے جملہ اخراجات اس کے سرپرستوں کے ذمہ ہوں گے تفصیلات ذیل کے پتہ سے معلوم فرمائیں۔

اپیل منجانب (حضرت مولانا) عبید اللہ انور

ــــ ترسیل رقوم اور جملہ خط و کتابت کے لئے ــــ

الحاج مولانا قاری سراج احمد صاحب ناظم اعلیٰ دار العلوم الاسلامیہ (رجسٹرڈ) پرانی انارکلی لاہور

هفت روزہ خدام الدین لاہور

شیخ الاسلامؒ نمبر

"ہفت روزہ خدام الدین لاہور" دسمبر ۱۹۶۸ء کے اخیر میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یاد میں ایک وقیع اور بلند پایہ مضامین کا حامل نمبر شائع کر رہا ہے۔ مضمون نگار حضرات سے درخواست ہے کہ اپنے رشحاتِ قلم جلد از جلد ارسال فرمائیں۔

(نوٹ) ایجنٹ حضرات پرچوں کی مطلوبہ تعداد سے جلد مطلع کریں۔ اور مشتہرین حضرات اپنے اشتہار جلد بھجوائیں۔ (ادارہ)

تلاش گمشدہ

محمد حنیف ولد محمد شریف اعوان عمر ۱۵ سال چک ۲۴ گ۔ب تھانہ گڑھ پنجہ تحصیل سمندری ضلع لائلپور سے عرصہ ماہ سے لاپتہ ہے کسی صاحب کو اس بچے کے متعلق علم ہو تو مندرجہ ذیل پتہ پر اطلاع دے کر ثواب دارین حاصل کریں اور اگر کوئی خود اس بچے کو گھر پہنچا دے تو حسب توفیق انعام اور آمد و رفت کا کرایہ بھی دیا جائے گا۔

(محمد شریف اعوان چک ۲۴ گ ب تھانہ گڑھ پنجہ ضلع لائلپور)

بیس (۲۰) بڑے مسلمان

"بیس بڑے مسلمان" نامی کتاب کی قیمت منتظم نے اکیس روپے کر دی ہے کیونکہ اٹھارہ روپے اس کی قیمت ۱۹۶۳ء میں تجویز ہوئی تھی۔ اب اس کے مقابلہ میں کاغذ، کتابت وغیرہ گراں ہے۔ تاہم پیشگی خریدار بننے والوں کو اٹھارہ روپے میں ہی ملے گی۔

(عبدالرشید ارشد ناظم مکتبہ رشیدیہ ۲۲ اے شاہ عالم لاہور)

بچوں کا صفحہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق

فخر الدین بخر اسلامیہ ہائی سکول جھنگ

ایفائے عہد آپؐ نے فرمایا جو شخص عہد کا پابند نہیں وہ بے دین ہے۔ ابتدا ہی سے آپ کا شیوہ وفائے عہد تھا جو وعدہ اور پیمان کر لیتے اس کو پورا کرتے اور کبھی نہ بھولتے۔ دوست یا دشمن جس سے عہد کیا اس کو ضرور پورا کیا۔

پاس مروّت جس شخص سے ذرا بھی تعلق ہوتا اس کا خیال رکھتے۔ حنین کے قیدیوں میں دائی حلیمہ کی بیٹی شیما گرفتار ہو کر آئی تھیں۔ جب آپؐ کو اطلاع ہوئی تو ان کو بلایا اپنی چادر بچھا کر ان کو بٹھایا اور دیر تک گفتگو کرتے رہے پھر بہت سے تحفے دے کر احترام کے ساتھ رخصت کیا۔

نجاشی شاہِ حبشہ کے یہاں سے جب وفد آیا تو بذاتِ خود اہلِ وفد کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ صحابہؓ نے کہا۔ یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم تو موجود ہیں۔ فرمایا کہ ان لوگوں نے میرے مصیبت زدہ اصحابؓ کو راحت پہنچائی اور ان کو عزت میں رکھا۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اس احسان کا خود بدلہ دوں۔

تواضع تواضع کی یہ کیفیت تھی کہ فقراء اور مساکین کے ساتھ بیٹھتے تھے۔ ان کی بیمار پرسی کے لئے جاتے جب کوئی تعظیم کے لئے کھڑا ہوتا تو فرماتے اہل عجم کی طرح تعظیم میں نہ کھڑے ہوا کرو صحابہؓ میں ایسے مل کر بیٹھتے کہ کوئی اجنبی شخص امتیاز نہیں کر سکتا تھا کہ کون سے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔

ایک بار ایک شخص آپؐ کے سامنے آیا۔ رعب و جلال کی وجہ سے کانپنے لگا۔ اس کی تسلی کے لئے فرمایا گھبراؤ نہیں میں بادشاہ نہیں قریش کی ایک عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا گوشت کھایا کرتی تھی۔

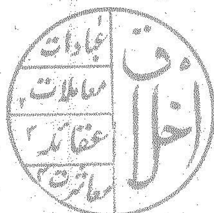
راستی آپؐ کے عدل و انصاف اور امانت دیانت کے دشمن بھی قائل تھے۔ چنانچہ نبوت سے پہلے ہی امین کے لقب سے مشہور ہو گئے۔ ابوسفیان (جو فتح مکہ تک اسلام کا سب سے بڑا دشمن تھا) سے ہرقل نے بیت المقدس میں یہ سوال کیا۔ کہ کیا اس شخص (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو نبوت سے قبل جھوٹا سمجھتے تھے تو اس کو یہی جواب دینا پڑا کہ نہیں۔

وقار خارجہ بن یزیدؓ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم محفل میں ہمیشہ باوقار رہتے۔ بلاضرورت کبھی کوئی گفتگو نہ فرماتے۔ اگر کوئی ناپسندیدہ گفتگو کرتا تو رُخ پھیر دیتے۔ آپؐ کی محفل میں کسی کی ہتک اور بلند آواز گفتگو شامل نہیں ہوتی تھی — حاضرین اس طرح سر جھکائے رہتے کہ کسی کی شکایت سننی مکروہ سمجھتے تھے۔ اگر کوئی کرتا بھی تو اس کا مطلق اثر نہیں ہوتا تھا۔ قرآن پاک میں خود اللہ تعالےٰ آپؐ کی مدح میں فرماتے ہیں "اور بے شک تو خُلق کے بہت بڑے درجے پر ہے" کسی انسان کی یہ طاقت نہیں کہ اس کے خُلقِ عظیم کی پوری کیفیت بیان کر سکے۔

اخلاق

از حکیم الامت حضرت مولانا تھانوی رحمتہ اللہ علیہ

—— مرسلہ۔ محمد حفیظ عمر ——



دین کے پانچ جزو ہیں :-

۱- عبادات :- مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ۔

۲- معاملات : مثلاً بیچنا، خریدنا، نوکر رکھنا، رشوت لینا، سُود لینا وغیرہ۔

۳- عقائد :- مثلاً خدا کو ایک جاننا اور ان کو قادر مطلق ماننا وغیرہ۔

۴- معاشرت :- مثلاً یہ کہ آپس میں میل جول کس طرح رکھیں، جب ملیں سلام کریں، مصافحہ کریں وغیرہ۔

۵- اخلاق :- یعنی ملکاتِ باطنہ کو درست کرنا۔ مثلاً حسد، بغض، عداوت وغیرہ سے دل پاک کرنا، تحمل، بُردباری، بُردباری، وقار، نرمی، خوش کلامی اپنے اندر پیدا کرنا — اخلاق کہتے ہیں ملکاتِ باطنہ کو مثلاً اپنے کو سب سے کمتر سمجھنا، اعمال میں ریاء و نمود نہ ہونا وغیرہ۔

زہد و تقوےٰ کے ساتھ اسلام نے اخلاقِ حسنہ کی بھی تعلیم فرمائی ہے اور یہ عمل بھی رسالت مآب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو دکھایا ہے۔ اخلاق کو آدھا دین تک فرمایا ہے۔ جس کی رُو سے شکل بالا سے اخلاق کی حیثیت تمام اجزاءِ دین کے ساتھ واضح ہوتی ہے۔

مدینہ منورہ کے بازار میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ گذر رہے تھے اور عجلت میں تھے کہ آپ کے آگے ایک بوڑھا یہودی آہستہ آہستہ چل رہا تھا۔ آپؐ نے اپنی رفتار کو کم فرما دیا۔ اور اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگے۔ لیکن یہودی کو آگے سے نہیں ہٹایا۔ جب اس یہودی کو معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے پیغمبرؐ میرے پیچھے آرہے ہیں۔ با ادب تمام کھڑا ہو گیا اور محبت کی نظروں سے آپؐ کے چہرہ مبارک کو دیکھنے لگا۔ اور آپؐ کے اخلاق سے اس قدر متاثر ہوا کہ فوراً مسلمان ہو گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک کو بوسہ دیا — یہ تھا اسلام اور بانیٔ اسلام کا عمل اور اخلاق کا نمونہ جس سے متاثر ہو کر دوسری قومیں اسلام میں داخل ہونا شروع ہو گئیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس کے خلقِ عظیم نے دنیا میں ابدیت حاصل کر لی۔ درحقیقت اسلام کے اس جزءِ پنجم (اخلاق) نے ایسا اعلیٰ نمونہ پیش کیا کہ صحرائے عرب کے خونخوار بدو بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور یہی اسلام کی کامیابی کی ایک اعلیٰ مثال ہے۔

ٹیلیفون ۶۷۵۲۵

چیف ایڈیٹر
عبید اللہ انور

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمۂ تعلیم
(۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۲۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۸۱/۲۸۱ مورخہ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری DD۹-۲-۶۷۶/۷۹/۳۹ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر GM۲/۴۰-۱۵۳۱۰ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۷ء

بدل اشتراک ہفت روزہ خدام الدین لاہور

پاکستان اور انڈیا میں سالانہ چندہ	۱۱
ششماہی	۶
سہ ماہی	۳
سعودی عرب بذریعہ ہوائی جہاز سالانہ چندہ	۳۲
بحری ڈاک	[illegible]
ہوائی ڈاک ششماہی	[illegible]
بحری	۶
انگلینڈ بذریعہ ہوائی ڈاک سالانہ	[illegible]
بحری	۱۸

انڈیا کے خریدار اپنا چندہ بنام مینیجر ماہنامہ "الفرقان" (?) کچہری روڈ لکھنؤ ارسال کر کے ڈاک کی رسید ہمیں ارسال کر دیں۔

(سرکولیشن مینیجر)

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا